﴿ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ ﴾

« اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو، سب سے بہتر توشہ اللہ تعالی کا ڈر ہے »

[البقرة: ١٩٧]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی روشنی میں بہترین

زادِ راہ

تالیف

حکم بن عادل زمو النویری

ترجمہ

ابو اسامہ منصور احمد مدنی

مراجعہ وتقدیم

عبد المنان عبد الحنان سلفی

انتساب

ہر اس مسلمان مرد اور مسلمان خاتون کے نام
جو خود اپنی، اپنے خاندان معاشرے کی
اصلاح کے خواہاں ، اللہ کی خوشنودیوں کے طلبگار ،
جنت میں اعلی مقامات (پانے)کے آرزومند
اور دونوں جہان کی سعادتوں کے خواستگار ہیں۔
اور یہ سب کچھ اللہ کی توفیق اور اس کی مدد
اور اس کی عطا سے ہی حاصل ہونے والاہے ۔

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ و تقدیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين محمد بن عبدالله الأمين وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد!

مذہب اسلام کا بنیادی مقصد بنی نوع انسان کو دنیا وآخرت کی سعادتوں سے بہرہ ور کرنا اوراسے دارین میں فوز وفلاح سے ہم کنار کرنا ہی ہے، چنانچہ عقائد سے لے کر عبادات تک اور حقوق ومعاملات سے لے کر جہاں بانی وسیاست تک جتنے احکام اسلامی شریعت میں ہیں ان سب کے اندر مرکزی نکتہ یہی ہے کہ انسان اپنے ازلی اورابدی دشمن ابلیس لعین کی سازشوں سے بچ کر اللہ کے بتائے ہوئے دین کو اختیار کرے اور صراط مستقیم پر گامزن ہوکر فوز وفلاح سے ہم کنار ہوجائے، چنانچہ اسی مقصد کی خاطر بندوں کو اللہ واحد کی پرستش کی دعوت دی گئی اور طواغیت کے انکار کا حکم دیا گیا، اللہ سے تعلق استوار کرنے کے مقصد سے متعدد عبادات فرض کی گئیں، انسانی اخوت اور باہم الفت ومحبت کی فضا قائم رکھنے کے لئے اخلاقی آداب بتائے گئے، لوگوں کے

فرائض اور حقوق کی نشاندہی کی گئی، راعی اور رعایا کے حقوق اور ذمہ داریوں کی وضاحت کی گئی کہ اس دنیا میں ان احکام کا پابند بن کر ایک انسان خوشگوار زندگی گذار سکے اور آنے والی آخرت کی زندگی کے لئے بہتر زادراہ تیار کرے جو اس کے اخروی فوز وفلاح کا ضامن ہو۔

اسلامی شریعت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے احکام نہایت ہی آسان اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں جس کے سبب ان کی بجاآوری میں کبھی کوئی دشواری پیش نہیں آتی، اسی طرح اللہ رب العالمین نے اپنے شرعی احکام میں اپنے بندوں کی فطری کمزوریوں کا بھی پورالحاظ رکھاہے اور اپنی صفتِ "رحمت" کے تقاضے کو پورا فرماتے ہوئے انھیں کار خیر کے بیشمار مواقع دئے ہیں اور معمولی معمولی کاموں پر بڑے بڑے اجر وثواب کے وعدے فرمائے ہیں جو بسا اوقات انسان کے فہم وادراک سے باہر ہوتے ہیں، ان سب کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ انسان مختلف طریقوں سے اعمال خیر کا ایک ذخیرہ اپنے نامۂ اعمال میں رقم کراکر خود کو آخرت کی کامیابی کا مستحق بنالے۔

زیر مطالعہ کتاب **«زادِ راہ»** دراصل کار خیر کے بعض ان طریقوں کی جانب رہنمائی ہے جن پر چل کر ایک مرد مومن اپنے لئے نیکیوں کا ذخیرہ جمع کر سکتا ہے اور انھیں آخرت کے زادراہ کے طور پر اللہ کے حضور پیش کرکے سرخرو اور کامیاب ہو سکتا ہے۔

زادِ راہ کے فاضل مؤلف عالیجناب شیخ (انجینئر) **حکم بن عادل زمو النویری**

العقیلی/حفظہ اللہ سے میں ذاتی طور پہ واقف نہیں تاہم ان کی عربی تالیف «**خیر الزّاد**» دیکھنے اور پڑھنے کے بعد دل نے یہ فیصلہ کیا کہ موصوف در حقیقت بنی نوع انسان کی رشد وہدایت اور مسلمانوں کی زندگی میں زندہ اسلام دیکھنے کے سخت حریص ہیں اوران کی شدید خواہش ہے کہ ہر مرد مومن ان اعمال صالحہ کو اپنی زندگی میں نافذ کرکے بہترین توشہ اپنے سفر آخرت کے لئے تیار کرے تاکہ وہ اللہ کے یہاں سرخرو اور کامیاب قرار پائے۔

مؤلف گرامی کا یہ جذبۂ اخلاص قابل قدراور لائق ستائش ہے، اسی نیک جذبہ کے پیش نظر موصوف نے «**خیر الزاد**» جیسی مفید اور بیش بہا کتاب مرتب فرمائی، موصوف نے کتاب کے مقدمہ اور تمہید میں اپنے اسی جذبۂ صادق کو تالیف کتاب کا سبب قرار دیاہے، کتاب کے پہلے باب میں فاضل مؤلف نے ان اعمال کا تذکرہ کیاہے جن کا فیض دنیاوآخرت میں انھیں بجالانے والوں کو پہونچتاہے جب کہ دوسرے باب میں ان اعمال کا تفصیل سے ذکر کیاہے جن کا فیض عام ہوتا ہے اور دنیاوآخرت میں انھیں انجام دینے والوں کو توان کا فائدہ پہونچتاہی ہے ساتھ ہی ان کے والدین، بچے، اہل خانہ، محلہ، بستی، شہر بلکہ پورا معاشرہ اور سارے لوگ ان اعمال صالحہ کے فیض سے بہرہ ورہوتے ہیں، اعمال صالحہ سے محبت ورغبت پیدا کرنے کی یہ کوشش بلاشبہ قابل قدر ہے اور جس اخلاص کے ساتھ یہ کوشش انجام پائی ہے وہ لائق مبارکباد ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

مؤلف کے اسلوب میں نصح وخیر خواہی کا عنصر بہت نمایاں ہے، انھوں نے اپنی ہر بات بڑی محبت، اپنائیت، خلوص اور خیر خواہی کے جذبہ سے سرشار ہو کر بالکل اسی لب ولہجہ میں کہی ہے جس کا مشاہدہ ہم قرآن کریم میں انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے دعوتی منہج اور اسلوب کے سلسلہ میں کرتے ہیں کہ انھوں نے "یاقوم یاقوم" کہہ کر ہی اپنی دعوت پیش کی ہے اوراپنے اسلاف کرام کی تحریروں میں بھی ہمیں یہی منہج واضح طور پر نظر آتاہے، مؤلف کتاب نے بھی "أخي الكريم وأختي الكريمة" کے ذریعہ مسلمانوں کو بڑے پیار سے مخاطب کیاہے۔

فاضل مترجم عزیز گرامی شیخ/**ابواسامہ منصور احمد مدنی** سلّمه الله ووفّقه بكل خير کو میں ان کے زمانۂ طالب علمی سے جانتاہوں، وہ میرے لائق ترین شاگرد ہیں، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے کسب فیض کے بعد عرصہ سے سعودی عرب کی راجدھانی ریاض میں مرکز توعیۃ الجالیات سے وابستہ ہو کر دعوت کا مقدس فریضہ انجام دے رہے ہیں، انھوں نے مختلف دینی کتابیں بھی تالیف کی ہیں، نیز اپنے وطن میں بھی دعوت اور تعلیم کے فروغ کے لئے قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں، اللہ تعالی ان کی کاوشوں کو بارآور فرمائے اور انھیں قبول فرما کر اجر جزیل عطا کرے۔ آمین۔

ترجمہ کا کام قدرے مشکل ہے تاہمفاضل مترجم نے پوری کوشش کی ہے کہ اصل کتاب کی روح ترجمہ میں باقی رہے اسی لئے کہیں کہیں لفظی ترجمہ پر ہی اکتفا کیاہے جب

کہ اکثر مقامات پر وہ مؤلف کتاب کے مافی الضمیر کو عام فہم اردو قالب کے اندر ڈھالنے میں کامیاب رہے ہیں، اس علمی ودعوتی کاوش کے لئے فاضل مترجم تبریک وتہنیت کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی خدمات قبول کرے اورانھیں مزید علمی ودعوتی خدمات انجام دینے کی توفیق بخشے۔(آمین)

راقم نے اس پوری کتاب کو ازاول تا آخر پڑھاہے، کتاب عامۃ المسلمین کے لئے بیحد مفید ہے، امید کہ اسے ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا اوراس سے فیض یاب ہونے کی کوشش کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف، مترجم، ناشر اوران تمام اخوان واحباب کو جزائے خیر عطافرمائے جنھوں نے کتاب کی نشرواشاعت کے لئے کسی بھی قسم کا تعاون پیش کیا۔ (آمین)

وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وبارك وسلم۔

عبدالمنان عبدالحنان سلفی

وکیل جامعۃ سراج العلوم السلفیہ، جھنڈانگر، نیپال

ومدير تحرير مجلة «السراج» الإسلامية الشهرية، جھنڈانگر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقَدِّمَۃ

تمام قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے جس کے فضل سے نیکیاں انجام پاتی ہیں، میں اس کی تعریف ایسے ہی کرتا ہوں جو اس کے چہرہ کے جلال اور اس کی عظیم بادشاہت کے شایان شان ہے جو قرآن مجید کے اندر ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَٱلْعَصْرِ ١ إِنَّ ٱلْإِنسَـٰنَ لَفِى خُسْرٍ ٢ إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ وَتَوَاصَوْا۟ بِٱلْحَقِّ وَتَوَاصَوْا۟ بِٱلصَّبْرِ ٣﴾.

زمانے کی قسم۔ بیشک (بالیقین) انسان سر تا سر نقصان میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور (جنہوں) نے آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔ [العصر ۱-۳]

اور میں اس بات کی گواہی دیتاہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو اکیلاہے اور اس کا کوئی شریک نہیں، ایسی شہادت جس پر موت کے وقت ہمارا حسن خاتمہ ہو اور جس کے ذریعہ بروز قیامت اللہ سے ملاقات کے وقت ہم فائدہ اٹھائیں، اور میں گواہی دیتاہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، انھوں نے اللہ کا پیغام پہونچادیا،

امانت ادا کردی اور خیر و بھلائی کے ہر راستہ کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی، ان کے اوپر ہمارے رب کا سلام اور اس کی رحمتیں نازل ہوں، امابعد:

اللہ نے ہمیں جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان میں ایک انعام یہ بھی ہے کہ اس نے ہمارے لئے کچھ فرائض متعین فرمائے جو دین کی بنیاد اور اس کی اساس ہیں، جس نے ان کو ادا کیا تو اس نے ذمہ داری پوری کردی، اور جس نے ان کی ادائیگی میں کوتاہی کی تو ان کے سوا دوسرے امور کا ضیاع اس کے لئے آسان ہوجائے گا، اس لئے انھیں ٹھیک ٹھیک ادا کرنے ہی میں بروز قیامت مومن کی نجات ہے،، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا «بروز قیامت بندہ کے اعمال سے متعلق سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر وہ درست نکلی تو وہ کامیاب و کامراں ہوگیا، اور اگر وہ درست نہ ٹھہری تو وہ ناکام ونامراد ہوا، پس اگر اس کے فرض نماز میں کوئی کمی ہے تو اللہ رب العالمین فرمائے گا «دیکھو کیا میرے بندہ کے پاس کوئی نفل ہے»؟ اگر نفل ہوگی تو اس سے فریضہ کی کمی کو پورا کردیا جائے گا، پھر اسی طرح اس کے سارے اعمال کا حساب لیا جائے گا»۔ (ترمذی/ الصلاۃ: ۴۱۳ (صحیح)، نسائی/ الصلاۃ: ۴۶۵، ابن ماجہ/ إقامة الصلاة: ۱۴۲۵)

پھر نماز سے ملتے جلتے اعمال کے بارے میں بازپرس ہوگی، یہ نماز سختی کی اندر نرمی لاتی ہے اور کمی کو پورا کرتی ہے، اور اس کی ادائیگی پر بیشمار اجر و ثواب کا وعدہ ہے، اس کے ساتھ ان باقیات صالحات کو شامل کیا گیا ہے جن سے نفس کی پاکی اور صفائی ہوتی ہے اور

بلندی وپاکیزگی میں نفس فزوں تر ہو جاتا ہے، اور ان اعمال کی ادائیگی پر بہت سارے اجر اور نیکیاں رکھی گئی ہیں باوجودیکہ یہ اعمال انتہائی خفیف اورآسان ہیں جن کی ادائیگی میں نفس کو نہ تکان لاحق ہوتی ہے اور نہ کسی خاص مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اے میرے مسلم بھائی اور میری مسلمہ بہن !یقیناً گذشتہ تمام اعمال کی قبولیت کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے کچھ شرطیں ہیں جو ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا، ان کا مقصد یہ ہے یہ اعمال ان شرطوں کے مطابق انجام پاکر اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہو سکیں اور ان پر ثواب میں کمی کے بغیر اجر حاصل ہو سکے۔

پہلی شرط:

ان میں سب سے پہلی شرط اخلاص نیت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا «اعمال کی قبولیت کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کو وہی بدلہ ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہو گی»۔ (اس حدیث کو ائمہ ستہ نے روایت کیا ہے) پس جس کی نیت رضائے الٰہی کے حصول میں سچی ہو گی نیز اس کا عمل خالص اللہ کی رضا کے لئے ہو گا اور اس کے اندر ریاکاری، شہرت طلبی اور نفاق کا شائبہ نہ ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو قبول فرمائے گا۔

دوسری شرط:

دوسری شرط یہ ہے کہ وہ عمل اللہ کی شریعت اور اس کے رسول کی سنت کے

موافق ہو، اس لئے وہ عمل مقبول نہیں جو کافروں اور اہل کتاب کے اعمال سے مشابہ ہو، اور وہ عمل بھی مقبول نہیں جس میں خواہش نفس، اہل بدعت اور گمراہوں کے راستہ کی پیروی کی گئی ہو۔

پس منافق کا عمل اس لئے رائیگاں ہے کہ اس کی نیت فاسد ہے اور وہ دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہو گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ فِى ٱلدَّرْكِ ٱلْأَسْفَلِ مِنَ ٱلنَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ﴾

منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے۔ [النساء: ۱۴۵]

اور بدعتی کا عمل مردود اس لئے ہے کہ اس کا عمل فاسد ہے اگر چہ اس کی نیت درست ہے، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «جس نے ہمارے دین کے اندر کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے» [بخاری ومسلم أبو داؤد/ فی السنة: ۴۶۰۶، ابن ماجه/ فی السنة: ۱۴]

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: «کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی کی توبہ کی قبولیت کو موقوف رکھا ہے یہاں تک وہ بدعت ترک کر دے» (ابو الشیخ نے اسے تاریخ اصفہان کے اندر اور طبری نے الاوسط کے اندر اور بیہقی نے شعب الایمان کے اندر روایت کیا ہے اور البانی نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے)

اے میرے پیارے بھائی اور میری فاضلہ بہن! اس مقصد سے کہ آپ کو پورا

فائدہ ملے اور دنیا کے اندر آپ کے لئے قبولیت لکھ دی جائے اور آخرت کے اندر انجام بہتر ہو اس کتاب میں میں نے اللہ کے فضل و کرم سے اقوال و اعمال اور عبادات کے کچھ ایسے خوشبودار اور مہکتے ہوئے پھولوں کو ان کے خوشوں اور گچھوں سے چن کر جمع کیا ہے جن سے بروز قیامت آپ کا مقام بلند ہو گا اور جن پر بڑا اجر وثواب ہے اور جن کا فائدہ خود آپ اور آپ کے آل واولاد بلکہ پورے معاشرہ کے لئے عام ہو گا، اور جن کے سبب جنت میں نیکو کاروں کا مقام بلند ہو گا، (واضح رہے کہ اللہ کے فرمانبرداروں کے مقام میں ان کے عمل کے سبب تفاوت ہو گا) ان کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دئے جائیں گے، ان کے اعمال صالحہ وزنی ہوں گے اور ان کو نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ علیین میں داخل کیا جائے گا، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿إِنَّ ٱلْمُسْلِمِينَ وَٱلْمُسْلِمَٰتِ وَٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ وَٱلْقَٰنِتِينَ وَٱلْقَٰنِتَٰتِ وَٱلصَّٰدِقِينَ وَٱلصَّٰدِقَٰتِ وَٱلصَّٰبِرِينَ وَٱلصَّٰبِرَٰتِ وَٱلْخَٰشِعِينَ وَٱلْخَٰشِعَٰتِ وَٱلْمُتَصَدِّقِينَ وَٱلْمُتَصَدِّقَٰتِ وَٱلصَّٰٓئِمِينَ وَٱلصَّٰٓئِمَٰتِ وَٱلْحَٰفِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَٱلْحَٰفِظَٰتِ وَٱلذَّٰكِرِينَ ٱللَّهَ كَثِيرًا وَٱلذَّٰكِرَٰتِ أَعَدَّ ٱللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٣٥﴾﴾.

ترجمہ: بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں، راست باز مرد اور

راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں ،روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں ، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں، بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں، ان (سب کے) لئے اللہ تعالی نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کررکھا ہے۔ [الأحزاب: ۳۵]

اور یہی وہ اعمال صالحہ ہیں جن کے ذریعہ دنیا کے اندر بندۂ مسلم کو اللہ کی نصرت وتائید اور اس کی مدد ورہنمائی حاصل ہوگی، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ'' اللہ تعالی کہتا ہے کہ: جس نے میرے دوست سے عداوت کی تو میں نے اس سے اعلان جنگ کیا، اور میرا بندہ اگر کسی چیز (نفل عبادت) سے میرا قرب حاصل کرتا ہے تو وہ میرے نزدیک اس فریضہ سے زیادہ پیارا ہے جو میں نے اس کے اوپر عائد کیا ہے، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ برابر میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پس جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو اس کو دیتا ہوں، اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا

ہوں۔ (امام بخاری نے اسے روایت کیا ہے اور یہ حدیث یہاں ریاض الصالحین سے ماخوذ ہے)

اور آخر میں خوب سننے، جاننے والے اور عرش عظیم کے مالک اللہ تعالی سے دعا گوں ہوں کہ وہ اس کتاب سے میرے مسلمان بھائیوں کو فائدہ پہونچائے اور میرے اس عمل کو خالص اپنی رضا کے لئے بنائے اور ہم سب کو نیکی و بھلائی اور نیک اقوال و اعمال کی ہدایت عطا فرمائے، پس اگر میں نے درست اور ٹھیک لکھا ہے تو یہ اس اللہ کی طرف سے ہے جو نیکوکاروں کو نیکیوں کی توفیق دیتا ہے، اور ان کو سیدھے راستہ کی رہنمائی عطا فرماتا ہے اور اگر میں نے اس کے اندر غلطیاں کی ہیں تو یہ میرے نفس امارہ اور مردود شیطان کی طرف سے ہے، اس کے اوپر ہمیشہ ہمیش کے لئے لعنت ہو، اور میں مکمل درود و سلام بھیجتا ہوں اپنے سردار محمد (ﷺ) اور ان کی آل و اولاد اور ان کے ساتھیوں پر اور قیامت تک ان کی اتباع کرنے والوں پر۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مؤلف کتاب

انجینئر حکم بن عادل زموالنویری العقیلی

۷ ربیع الاول ۱۴۲۶ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

اپنی اس کتاب کی تمہید کے طور پر چند نکات کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جن سے اس کتاب کے مقصدِ تالیف کو سمجھنے میں مدد ملے گے اور ہر اس فرد اور اہل خانہ کے سامنے اس کی اہمیت واضح ہو جائے گی جو اپنے پروردگار کی رحمت اور بروز قیامت اس کے عذاب اور اس کی سخت گرفت سے نجات کی امید رکھتا ہے اور اس نے بلند درجات حاصل کئے اور اللہ کے فضل و توفیق سے بہت سارے اجر سے مالا مال ہوا۔

اللہ کی فرض کردہ جن عبادتوں کو ایک مسلم شخص مکمل طور پر ادا کرنا چاہتا ہے یقیناً وہ عظیم ہیں، پس نماز، زکاۃ، روزہ اور حج کو جس نے شریعت کے مطلوب طریقے پر اور ہمارے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق ادا کیا تو اس نے اپنے اوپر اللہ کے عائد حق کو ادا کیا اور اللہ کے تعلق سے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو گیا، چنانچہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل نجد میں سے ایک شخص اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جس کے سر کے بال پراگندہ تھے، اور اس کی بھنبھناہٹ کی آواز دور سے سنائی دے رہی تھی مگر اس کی بات پورے طور پر سمجھ میں نہیں آرہی تھی، تاہم وہ اسلام کے بارے میں سوال کر رہا تھا، اللہ کے رسول ﷺ نے جواب دیا

کہ «رات ودن میں پانچ وقت کی نمازیں»، تو اس نے کہا: کہ کیا میرے اوپر اس کے علاوہ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ «نہیں، الا یہ کہ تم نفلی طور پر کرو»، اللہ کے رسول ﷺ نے رمضان کے روزہ کا ذکر فرمایا، اس نے کہا: کیا اس کے علاوہ بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ «نہیں، الا یہ کہ تم نفلی طور پر رکھو» اور اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے زکاۃ کا ذکر کیا، تو اس نے کہا کہ: کیا اس کے علاوہ بھی ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ «نہیں، الا یہ کہ تم نفلی طور پر ادا کرو»، پس وہ شخص واپس جانے لگا، اور کہہ رہا تھا کہ: میں نہ تو اس میں کوئی اضافہ کروں گا اور نہ ہی اس میں کمی کروں گا، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا «اگر یہ اپنی بات میں سچا ہے تو کامیاب ہو گیا»۔ [بخاری/ الایمان: ۴۶، مسلم/ الایمان: ۱۱، ابو داؤد/ الصلاۃ: ۳۹۱، نسائی/ الصلاۃ: ۴۵۸]

مگر اے میرے بھائیو! یاد رکھو کہ مؤمن کا نفس ہمیشہ مزید خیر کا مشتاق اور زیادہ سے زیادہ اجر کا خواہاں رہتا ہے، اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ پرہیز گاروں کے درجات میں تسبیح کے سبب اور مسکین کو کھانا کھلانے اور مصیبت زدہ کی اعانت کے سبب تفاوت ہوا کرتا ہے۔

اے میرے پیارے بھائی اور میری فاضلہ بہن! بے شک فرائض کی ادائیگی آسان اور معمولی بات نہیں الا یہ کہ اللہ تعالی اسے جس کے لئے آسان بنادے، اس لئے عام طور پر اس میں کمی اور خلل ہوتی رہتی ہے اور خاص طور پر ہمارے دو قسم کے دشمن ہم کو ہمیشہ گمراہ کرنے اور اپنے پروردگار کی اطاعت سے منہ موڑنے پر آمادہ کرتے رہتے ہیں۔

* ان میں سے پہلا دشمن شیطان لعین ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا رکھی ہے کہ وہ اولاد آدم کو گمراہ کرتا رہے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴾

ترجمہ: کہنے لگا پھر تو تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو یقیناً بہکا دوں گا، بجز تیرے ان بندوں کے جو چیدہ اور پسندیدہ ہوں [ص: ۸۲ ، ۸۳]

پس وہ ہمیشہ گھات میں اور وسوسہ کے لئے موقعہ کی تلاش میں رہتا ہے اور ہم کو اطاعت سے برگشتہ کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتا ہے، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «تم میں سے کوئی جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کو شبہ میں ڈالنے کے لئے آتا ہے یہاں تک کہ اسے پتہ نہیں چل پاتا کہ اس نے کتنی نماز ادا کی ہے »۔ [أبو داؤد/ الصلاۃ: ۱۰۳۱، (صحیح)]

اور وہ ہمیشہ ہمارا محاصرہ کرنے اور ہمیں ہر جہت سے اچکنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ ہمارے لئے اس سے کوئی مفر اور کوئی جائے پناہ نہ رہ جائے، اللہ تعالیٰ شیطان کے قول کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّنۢ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴿١٧﴾ ﴾

ترجمہ: پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ا

ن کی داہنی جانب سے بھی اور ان کی بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیے گا۔ [الاعراف: ۱۷]

اور اس کا یہ بھی قول ہے: ﴿ قَالَ رَبِّ بِمَآ أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي ٱلْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ ﴾

ترجمہ: (شیطان نے) کہا اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، مجھے بھی قسم ہے کہ میں بھی زمین میں ان کے لئے معاصی کو مزین کروں گا اور ان سب کو بہکاؤں گا بھی، سوائے تیرے ان بندوں کے جو منتخب کر لیے گئے ہیں۔ [الحجر: ۳۹، ۴۰]

پس اے میرے بھائیو! اس کے مکر سے آگاہ رہو، اللہ ہم سب کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

* دوسرا دشمن نفس امارہ ہے جو لوگوں کو برائی پر ابھارتا ہے بجز ان کے جن پر میرے رب کا فضل ہو، اور وہ بایں طور کہ نفس امارہ بندہ کو حرام امور کرنے اور اطاعت ترک کرنے پر آمادہ کرتا رہتا ہے، جس نے اس کی اطاعت کی گمراہ ہو گیا اور اس کو دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے گا، اور جس نے اس کی نافرمانی کی وہ کامیاب ہوا اور نجات پا گیا، جیسا کہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ «چالاک وہ ہے جو اپنے نفس کو پہچانے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو اپنے نفس کے پیچھے چلے اور اللہ سے امیدیں باندھے»۔ [ترمذی/ الزھد: ۲۴۵۹ (صحیح)، ابن ماجہ/ الزھد: ۴۲۶۰]

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ «قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ قیامت کے دن ہو اپنا محاسبہ خود کرتے رہو اور بڑی نمائش (حساب وکتاب) کے لئے تیار رہو، اور قیامت کے روز اس شخص کا حساب ہلکا ہو گا جو دنیا کے اندر اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہا»۔ [ترمذی/ الزھد :۲۴۵۹]

اور میمون بن مہران سے مروی ہے کہ «بندہ پرہیز گار نہیں بن سکتا یہاں تک کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے جس طرح وہ اپنے پارٹنر اور شریک تجارت کا محاسبہ کرتا ہے، کہ اس کا کھانا اور اس کا لباس کہاں سے آیا؟»۔ [ترمذی/ الزھد: ۲۴۵۹]

اور فرائض کے بعد وہ سنتیں ہیں جن کو اللہ کے رسول ﷺ نے مسنون قرار دیا ہے تاکہ فرائض کے اندر واقع کمی کی تلافی ہو سکے، اور یہ فرائض کے فوت شدہ اجر وثواب کا بدل مل سکیں، چنانچہ نماز کے لئے سنن رواتب ہیں، اور فرض زکوۃ کی مانند (نفلی) صدقات ہیں، اور رمضان کے روزہ کے لئے نفلی روزہ ہے، اور عمرہ حج کے مشابہ ہے، اور فرائض وسنن کے علاوہ بھی بہت سے ایسے اعمال و اقوال اور کارہائے خیر ہیں، جن سے مسلمان کو زیادہ نیکیاں کمانے اور گناہ مٹانے اور درجات بلند کرنے میں مدد ملتی ہے، اور جن کی ادائیگی ان نفوس قدسیہ کے لئے آسان ہے جنھیں اللہ تعالی نے خیر کے راستہ پر چلنے اور بلند اجر حاصل کرنے کی توفیق دے رکھی ہے۔

میرے بھائیو! چونکہ اقوال واعمال کے فضائل کے متعلق مختلف کتابیں اور متعدد تصانیف ہیں، اس لئے میں نے یہاں ابواب اور کتاب کی تشریح نہ کرتے ہوئے صرف احادیث کا تذکرہ کیا ہے، یہ بات میرے دل میں آئی کہ اللہ کی توفیق سے مجھے جن کی

جانکاری حاصل ہوئی اور میرے احباب نے جن اعمال اور سنن کا تذکرہ کیا میں انہیں ایک کتاب کے اندر ابواب کے اعتبار سے آسان انداز میں جمع کردوں تاکہ احکام و مسائل کی گہرائیوں اور فقہ وعبادات کے سمندر میں غوطہ زنی کئے بغیر اخذواستفادہ آسان ہو اور ہر مسلمان کے لئے یہ یومیہ مرجع بن سکے جس سے وہ استفادہ کرتا رہے، اوراس کی حیثیت اس شیریں چشمہ اورایسی مختصر اور جامع کتاب کی ہو جو شجر علم کی ہر شاخ اور بحر معرفت کے ہر قطرہ کو محیط ہو، جس کا فائدہ مسلمان کو اس کے دین و دنیا اور حاضر و مستقبل اور موت وزندگی حتی کہ بروز قیامت بھی حاصل ہو۔

میں نے اس کتاب کو اجر وثواب کے حصول کے اعتبار سے دو بڑی فصلوں میں تقسیم کیا ہے، اس لئے کچھ اعمال ایسے ہیں جن کا فائدہ اور اس کا اجر اس کے کرنے والے کو ملتا ہے جیسے سنن رواتب اور عمرہ، اور کچھ اعمال ایسے ہیں جن کا فائدہ اسے انجام دینے والے سے لے کر اس کے خاندان اور اس کے پڑوسیوں بلکہ پورے معاشرہ تک عام ہوتا ہے، اور اس کا فائدہ دنیا اور آخرت دونوں میں ملتا ہے، جیسے صدقہ اور نفع بخش علم۔

میرے بھائیو! جان لو کہ اس تقسیم کے کچھ فائدے ہیں، انہیں میں سے ایک یہ ہے کہ مرد مسلم کو ایسے اعمال اختیار کرنے میں مدد ملے گی جن کا فائدہ اور اجر زیادہ عام اور ہمہ گیر ہے، نیز نیک اعمال کو انجام دینے میں اولَوِیات وترجیحات کے انتخاب میں بھی مدد ملے گی ،اس لئے کہ ان اعمال میں کچھ افضل اور کچھ مفضول ہیں اور کچھ اہم اور دوسرے اہم تر ہیں، اور کچھ اعمال ایسے ہیں کہ وہ کسی زمانہ اور جگہ کے لئے تو سازگار اور

مناسب ہیں مگر دوسرے زمانہ اور جگہ کے لئے ساز گار نہیں ہیں بلکہ وہ بعض اوقات ومقامات کے لئے خاص ہیں ، میں نے ان سب کے فضائل کے متعلق اپنی بساط کے مطابق قرآنی آیات کریمہ ، نبی کریم ﷺ کی عطربیز احادیث، اجلۂ صحابہ کرام کے ارشادات ، سلف صالحین اور ہم عصر افاضل علمائے کرام کے اقوال کو یکجا کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مجھے اور دیگر مسلمان بھائیوں کو نفع پہونچائے اور اس عمل کو خالص اپنی رضا کے لئے بنائے، آمین۔

اور اس تمہید کے اخیر میں کتاب کا مطالعہ کرنے والے اپنے بھائیوں سے گذارش ہے کہ اگر انھیں کوئی غلطی یا کمی نظر آئے یا پھر وہ کسی مفید اور خیر خواہانہ مشورہ سے نوازنا چاہتے ہیں تو اس سے دریغ نہ کریں۔

اے اللہ اس کے ذریعہ ہمارے بھائیوں کو فائدہ پہونچا اور ہمیں اس علم سے فائدہ پہونچا جس سے تونے نوازا ہے۔ اور ہم تمام کو ان لوگوں میں سے بنا جو سن کر اچھی بات کا اتباع کرتے ہیں اور ہمارے گناہوں کو اور اپنے معاملات میں حد سے تجاوز کو معاف فرما اور ہمارے والدین اور تمام زندہ ومردہ مسلمانوں کو بخش دے، اور دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور اے غالب اور بخشنے والے ہمیں اپنی رحمت سے دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ (آمین)

پہلا باب

ایسے اعمال جن کا فائدہ دنیاوآخرت دونوں جہان میں صرف ان کے بجالانے والے کو ملتا ہے

نماز سے متعلق اعمال

الف۔ نماز سے قبل ادا کئے جانے والے اعمال:

ا۔ وضو: اے میرے معزز بھائی! وضو ایک طرح کی طہارت ہے جس سے جسم کی پاکی تو ہوتی ہی ہے اس کے ذریعہ نفس بھی گناہوں اور گندگیوں سے پاک ہو جاتا ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ «جب بندۂ مسلم یا بندۂ مؤمن وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کے نظر کی ہر غلطی نکل جاتی ہے، اور جب وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتا ہے تو وہ گناہ جو اس نے ان ہاتھوں سے کئے تھے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے پیروں کو دھوتا ہے تو ہر وہ گناہ جسے اس نے پیر سے چل کر کیا تھا پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے»۔ [مسلم/ الطھارۃ:۲۴۴، ترمذی/ الطھارۃ]

اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا «کہ جس نے اچھی طرح وضو کیا تو اس کے بدن سے اس کے سارے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ گناہ اس کے ناخنوں کے درمیان سے نکل جاتے ہیں»۔ [مسلم/ الطھارۃ: ۲۴۵]

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی سے ایک دوسری روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا کہ آپ نے میرے اس وضو جیسا وضو کیا پھر فرمایا: «جس نے اس طرح وضو کیا اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اور اس کی نماز اور مسجد تک اس کا پیدل چلنا زائد شمار کیا جاتا ہے» (یعنی مغفرت تو وضو سے ہی ہو جاتی ہے اور دوسرے اعمال مثلا نماز وغیرہ رفع درجات کا ذریعہ ہوتے ہیں) [مسلم/ الطهارة: ۲۲۹]

پس اللہ کی طرف سے ہمیں کس قدر عظیم فضیلتیں حاصل ہیں کہ اس نے روزانہ ہمارے لئے کچھ ایسے اعمال کی نشاندہی فرمادی جن سے خطاؤں کی گندگیوں سے ہم پاک ہوسکتے ہیں، اسی طرح وضو نماز کی صحت کے لئے شرط ہے، پس نماز اس کے بغیر نہیں ہوتی یا پانی نہ مل پانے کی صورت میں یا پانی کا استعمال نہ کرسکنے کی صورت میں تیمم کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

اور وضو سے بروز قیامت مومن کے لئے زینت ہو گا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «میری امت کو قیامت کے روز وضو کے نشان سے اور پاؤں اور پیشانی کی چمک سے پکارا جائے گا، پس جو تم میں سے جو اپنی چمک بڑھا سکتا ہے تو اسے ایسا کرنا چاہئے»۔ [بخاری ومسلم]

۲۔ مسواک: مسواک جناب سید المرسلین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنت ہے نیز یہ سنن فطرت میں سے بھی ہے، اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے صحابہ کو خاص طور پر نماز کے وقت اس کے اوپر ابھارا ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے

رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «اگر میری امت یالوگوں کے لئے یہ امر دشوار نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا»۔ [بخاری/ الجمعه: ۸۸۷، نسائی/ الطهارة]

مسواک کی مشروعیت اس لئے ہے تاکہ بندۂ مسلم اپنے رب سے مناجات کے عمل میں خوشبودار منہ کے ساتھ داخل ہو، اور اس قبیح بدبو سے رحمن کے فرشتوں اور اس کے بندوں کو تکلیف نہ پہونچائے جو بسااوقات کچھ نمازیوں (کے منہ) سے پھوٹتی رہتی ہے۔

اور یاد رکھیں کہ مسواک کا ثواب بہت ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «مسواک منہ کی پاکی اور رب کی خوشنودی کا ذریعہ ہے»۔ [(صحیح) ترمذی/ الطهارة: ۴، نسائی/ : ۵)

پس وہ شخص لائق مبارکباد ہے جس سے اس کا رب راضی ہو جائے۔

ب۔ مساجد اور ان سے متعلق اعمال:

ا۔ مساجد کی طرف جانا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا «جس نے اپنے گھر میں پاکی حاصل کی پھر اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر کی طرف اللہ تعالی کے فرائض میں سے کسی فریضہ کی ادائیگی کی خاطر چلا تو اس کا ایک نقش قدم ایک گناہ کو مٹاتا ہے اور دوسرا ایک درجہ بلند کرتا ہے»۔ [مسلم/ الصلاة: ۲۶۶]

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا «جو کوئی صبح وشام مسجد جاتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لئے جنت کے اندر ٹھکانہ (محل) تیار کرتا ہے جب جب وہ جاتا آتا ہے»۔ [بخاری ومسلم]

پس اے میرے بھائی! اس طرح جب آپ رات اور دن میں پانچ بار مسجد آتے جاتے ہیں تو آپ کے ثواب میں بیشمار اضافہ ہو جاتا ہے اور آپ کے متعدد گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔ اور مسلمانوں میں وہ لوگ یہ ثواب زیادہ حاصل کرپاتے ہیں جن کے مکانات مسجد سے دور ہوتے ہیں اور جنھیں زیادہ چلنا پڑتا ہے، میں یہاں پر بنو سلمہ کا واقعہ نقل کر رہا ہوں، جب انہوں نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ ظاہر کیا اور یہ بات اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو معلوم ہوئی تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان سے فرمایا کہ «مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ تم لوگ مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو؟» انہوں نے جواب دیا کہ ہاں اے اللہ کے رسول! ہم نے یہ ارادہ کیا ہے، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: «اے بنو سلمہ! اپنے گھروں کو لازم پکڑو تمہارے نشانات قدم لکھے جاتے ہیں، تم اپنے گھروں کو لازم پکڑو تمہارے نشانات قدم لکھے جاتے ہیں»۔[مسلم/ الصلاة: ٦٦٥، أحمد: ٣/٣٣٢، ابن خزيمه: ٤٥١، ابن حبان: ٢٠٤٢]

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے مکانات مسجد سے دور ایک گوشہ میں تھے، چنانچہ ہم نے اپنے مکانات فروخت کرکے مسجد سے قریب آباد ہونے کا ارادہ کیا، تو اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ہم کو اس سے منع فرمایا، اور کہا: «کہ تمہارے ہر قدم کے بدلہ درجہ ہے»۔ [مسلم/ الصلاة: ٦٦٤، أحمد ٣/٣٣٦]

اور اس کی تائید حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا « نماز کے تعلق سے لوگوں میں سب سے زیادہ اجر وثواب کے مستحق وہ ہیں جو دور سے چل کر آتے ہیں اور وہ جو نماز کا انتظار کرتے ہیں یہاں تک کہ امام کے ساتھ اسے ادا کر لیتے ہیں، تو ان کا اجر ان نمازیوں سے زیادہ ہے جو امام کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد سو جاتے ہیں »۔ [بخای ومسلم]

اور ابو کریب کی روایت میں ہے کہ یہاں تک اسے امام کے ساتھ باجماعت ادا کر لیتے ہیں۔

۲۔ مسجد کی طرف جاتے وقت نیز بحالت نماز صفائی اور خشوع وخضوع:

یقیناً حکیمانہ شریعت نے ظاہر وباطن دونوں ہی کی نظافت پر زور دیا ہے، اور یہ حکم اللہ کے گھروں کے تعلق سے زیادہ موکد ہے، چنانچہ اللہ تعالی نے مسجدوں کو جاتے وقت صرف صفائی ہی کی ترغیب نہ دی بلکہ مسجدوں کو جاتے وقت زینت اختیار کرنے کا حکم دیا، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ خُذُواْ زِينَتَكُمۡ عِندَ كُلِّ مَسۡجِدٖ﴾

ترجمہ: اے اولاد آدم! تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔ [الاعراف: ۳۱]

افسوس صد افسوس! اس زمانہ میں بہت سارے نمازی ایسے ملیں گے کہ جب وہ نماز کے لئے آتے ہیں تو پسینہ یا تیل یا گندے موزوں کی وجہ سے ناگوار بو ان سے پھوٹتی

ہے، جو مسجد جیسے اللہ کے گھر کے آداب کے خلاف ہے، مسجد اللہ کا گھر ہے جسے عبادت اور اطمینان اور سکون قلب کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور اے میرے ہر دلعزیز بھائی یاد رکھئے! جب اطمینان قلب اور سکون نفس پایا جائے گا تبھی نماز نفس کے لئے راحت کا ذریعہ بنے گی، جیسا کہ ہمارے رسول کریم ﷺ نے اپنے اس قول کے اندر اپنے موذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: «اے بلال نماز کے ذریعہ ہم کو آرام پہونچاؤ»۔

اور اس مقصد سے کہ نفس نماز کی ادائیگی کے لئے پہلے سے تیار رہے، اللہ کے رسول ﷺ نے مسجدوں کی طرف وقار اور اطمینان وسکون کے ساتھ آنے کا حکم دیا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «جب تم اقامت سنو تو نماز کے لئے اس حال میں آؤ کہ تمہارے اوپر وقار ہو اور جلدی نہ کرو پس جو حصہ (رکعت) تم کو مل جائے اسے پڑھ لو اور جو چھوٹ جائے اسے پورا کرو»۔
[بخاری/ الاذان: ٦٣٦]

اور اس حدیث پر غور کرنے والے کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جماعت کے حصول پر وقار وسکون کو مقدم رکھا ہے باوجودیکہ جماعت اور خاص طور پر تکبیر تحریمہ پالینے کی بڑی فضیلت ہے۔

۳۔ اذان:

اذان نماز کا وقت ہو جانے کی اطلاع ہے، اور اسی طرح یہ اذان اس بستی کے مشرف بہ اسلام ہونے کی دلیل ہے جہاں اذان دی جاتی ہے، اور اللہ کے شعائر کے قیام

کی دلیل ہے، اور موذن حضرات نماز کے وقت کے امین ہوتے ہیں، پس ان کی اذانوں سے نماز کے داخل ہونے کا وقت جانا جاتا ہے، روزہ دار افطار کرتا ہے اور وہ کھانے پینے سے رک جاتا ہے۔

اور اذان اور موذن کی فضیلت کے سلسلہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ «موذن لوگ قیامت کے روز سب سے لمبی گردن والے ہوں گے »۔ [مسلم/ الصلاۃ: ۳۸۷، ابن ماجہ/ الصلاۃ: ۷۲۵]

پس اے میرے عزیز بھائی! ان مذکورہ خوش نصیبوں کے قافلہ سے مل جانے کی کوشش کیجئے۔

اذان سننے والے کے لئے مشروع ہے کہ وہ دعا پڑھے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «جو اذان سنتے وقت یہ دعا پڑھے:

«اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ ، وَالصَّلاَةِ الْقَاءِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ»۔

ترجمہ: اے اللہ! اس کامل اذان اور قائم ہونے والی صلاۃ کے رب! محمد (ﷺ) کو وسیلہ عطا فرما اور انہیں فضیلت سے نواز دے اور اس مقام محمود سے سرفراز فرما جس کا تونے وعدہ کیا ہے۔

تو قیامت کے روز میری شفاعت اس کے لئے حلال ہو جائے گی »۔ [بخاری/ الصلاۃ: ۶۱۴، أبو داود/ الصلاۃ: ۵۲۹، نسائی/ الصلاۃ: ٦٧٨]

پس اس سے ان شاء اللہ بروز قیامت رسول اللہ ﷺ کی شفاعت حاصل ہو گی جس کے ہم بہت ہی زیادہ ضرورت مند ہیں۔

۴۔ نماز باجماعت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا «مسجد کے پڑوسی کے لئے مسجد کے سوا کہیں اور نماز جائز نہیں»۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «میں نے تو ارادہ کیا کہ نماز قائم کرنے کا حکم دوں، اور ایک شخص کو کہوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر چند ایسے لوگوں کو ساتھ لے کر جاؤں جن کے ساتھ لکڑیوں کا ڈھیر ہو اور جو لوگ نماز میں نہیں آتے ان کے گھروں کو جلادوں»۔

[مسلم/ الصلاۃ: ۶۵۱،ابن ماجہ/ المساجد والجماعۃ: ۷۹۱، نسائی/ الامۃ: ۸۴۸، احمد]

اور ایک روایت میں ہے کہ «اگر ان میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے»۔

گذشتہ حدیث سے نماز باجماعت کے وجوب کا پتہ چلتا ہے، الا یہ کہ کوئی شرعی عذر ہو، جیسے ایسا مریض جو حرکت نہ کر سکتا ہو، یا مسافر ہو، اور صحیح قول کے مطابق وہ اندھا جس کو کوئی مسجد تک پکڑ کر لانے والا نہ ہو۔

میرے بھائی! آپ نماز باجماعت کو ترک کر کے بہت سارے اجر کو ضائع کر رہے ہیں، اس لئے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «نماز باجماعت کا ثواب اکیلے پڑھی جانے والی نماز سے ستائیس گنا زیادہ ہے»۔[بخاری ومسلم و سنن نسائی/ کتاب الصلاۃ]

۵۔ نماز کے لئے جانے میں جلدی کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا «اذان اور پہلی صف کا ثواب اگر لوگوں کو معلوم ہوتا تو وہ قرعہ اندازی کرتے، اور اگر اول وقت نماز پڑھنے کی فضیلت سے لوگ واقف ہوتے تو ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے»۔[بخاری ومسلم/ الصلاۃ، ابو داود/ الطهارۃ: ۳۵۱، نسائی/ الصلۃ: ۶۷۱، ترمذی/ الصلاۃ: ۴۹۹]

اس حدیث کے اندر پہلی صف کی فضیلت اور اس پر اجر عظیم اور نماز کے لئے جلدی کرنے کی دلیل موجود ہے، گویا کہ اور صفوں کو چھوڑ کر پہلی صف کے بارے میں جلدی کر رہے ہیں، اور اس فضیلت پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا «مردوں کی پہلی صف سب سے بہتر صف ہے، اور عورتوں کی آخری صف سب سے بہتر صف ہے»۔[مسلم/ الصلاۃ: ۴۴۰، نسائی/ الصلاۃ: ۸۹۴، ابو داود/ الصلاۃ: ۶۷۸]

*** جمعہ کی نماز کے لئے خاص طور پر جلدی کرنا:**

اے میرے پیارے بھائی! آپ کو معلوم ہے کہ جمعہ کی فضیلت ہفتہ کے دیگر ایام سے زیادہ ہے، اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا «سب سے بہتر دن جس میں آفتاب طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے، جس میں اللہ تعالی نے آدم کو پیدا کیا، اور اسی دن وہ جنت کے اندر داخل کئے

گئے، اور اسی دن جنت سے نکالے گئے »۔[مسلم/ الصلاۃ: ۸۵۴، نسائی/ الصلاۃ: ۱۲۶۳]

اور جمعہ ہم مسلمانوں کی ہفتہ واری عید ہے، پس اللہ تعالی نے تمام امتوں کے مقابلہ اس امت کو یہ دن عطا کر کے فضیلت عطا فرمائی، یہودیوں کے لئے سنیچر کا دن ہے اور نصاریٰ کے لئے اتوار کا دن ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا « اللہ تعالی نے ہم سے پہلے لوگوں کے ذہن سے جمعہ کو بھلا دیا، سو یہود کی عید ہفتہ، اور نصاریٰ کی اتوار کو ہوئی، اور اللہ نے ہمیں اس دن سے نوازا، اور ہم کو جمعہ کے دن کی رہنمائی فرمائی، غرض جس طرح ہفتہ اور اتوار کے دن ترتیب میں جمعہ کے بعد ہیں ایسے ہی ہفتہ اور اتوار کو عید منانے والے لوگ قیامت کے دن ہمارے پیچھے رہیں گے »۔[مسلم/ الصلاۃ: ۸۵۶، نسائی: ۱۶۵۲، ابن ماجہ/ الصلاۃ: ۱۰۸۳]

اور اللہ تعالی نے جمعہ کی نماز کو اس امت کے ساتھ خاص کیا، پس یہ ہفتہ واری اجتماع کے درجہ میں ہے، جس دن مسلمان حضرات خطیب سے خطبہ اور وعظ ونصیحت سننے کے لئے جمع ہوتے ہیں، اور اللہ تعالی نے نماز جمعہ کے لئے جلدی کرنے والوں کے لئے اجر عظیم رکھا ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: « جس نے جمعہ کے روز غسل جنابت کیا پھر وہ پہلی گھڑی میں گیا اس نے گویا ایک دنبہ قربان کیا، اور جو دوسری گھڑی میں گیا تو گویا اس نے ایک گائے قربان کیا، اور جو تیسری گھڑی میں گیا تو گویا اس نے ایک مینڈھے کی قربانی دی، اور جو چوتھی گھڑی میں گیا تو گویا اس نے ایک مرغی کی قربانی دی، اور جو پانچویں گھڑی میں گیا گویا اس نے ایک انڈا کی قربانی دی، پس جب امام نکلتا ہے تو فرشتے ذکر کو سننے لگ

جاتے ہیں »۔ [بخاری ومسلم]

اور اوس ثقفی رضی اللہ عنہ جمعہ اور اس کے اعمال کی فضیلت کے تعلق سے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے مرفوعاروایت کرتے ہیں « کہ جس نے جمعہ کے روز غسل کیا، اور صبح سویرے گیا، اور پیدل گیا سوار نہ ہوا، اور امام سے قریب ہو کر غور سے خطبہ سنا، اور بیہودہ بات زبان سے نہ نکالی، تو اس کے ہر قدم کے بدلے اسے ایک سال کے صیام وقیام کا اجر دیا جائے گا »۔[(صحیح) ابو داؤد/ الطھارۃ: ۳۴۵، ترمذی/ الصلاۃ: ۴۹۶، ابن ماجہ/ الصلاۃ: ۱۰۸۷، نسائی/ الجمعہ: ۱۳۸۱، احمد/ نمبر: ۱۶۲۶۱]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: « جو کوئی جمعہ کے روز غسل کرتا ہے، اور اپنی استطاعت کے مطابق پاکی حاصل کرتا ہے، اور تیل وخوشبو لگا کر گھر سے نکلتا ہے، اور صف کو پھاڑتے ہوئے دو آدمیوں کو الگ الگ نہیں کرتا، پھر جتنا اس کے مقدر میں ہے اتنی نماز پڑھتا ہے اور امام کے خطبہ دیتے وقت خاموش رہتا ہے، تو ایک جمعہ سے اگلے جمعہ تک سرزد ہونے والے اس کے (صغیرہ) گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے »۔[بخاری/ الجمعہ: ۸۸۳]

۶۔ سنن رواتب:

بسا اوقات ہماری نمازوں میں کچھ لغزشیں سرزد ہوتی ہیں، کسی واجب کی ادائیگی میں کمی رہ جاتی ہے، کوئی سنت ترک ہو جاتا ہے، یا شیطانی وسوسہ اور بحالت نماز دنیاوی امور یاد آجانے کے سبب نماز کے اندر خشوع وخضوع متاثر ہو جاتا ہے، اس لئے پوری

نماز پر حاصل ہونے والے مکمل ثواب کے بجائے اس کا ایک ہی حصہ اجر حاصل ہو پاتا ہے، نیز بندہ کے خشوع وخضوع کے اعتبار سے اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق نماز کی ادائیگی ہونے اور نہ ہونے کی وجہ سے بھی نماز کے اجر میں کمی بیشی ہوسکتی ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ « نماز اسی طرح پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو »۔[بخاری/ الاذان: ۶۳۱]

اور اس سلسلہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اللہ کے نبی ﷺ کی یہ حدیث بہت واضح ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ « اور بندہ اپنی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لئے اس کا نصف حصہ یا تہائی حصہ یا چوتھائی حصہ اجر لکھا جاتاہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے »۔

نماز کے اندر واقع ہونے والی اسی کمی کو دور کرنے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ نے ہمارے لئے سنن رواتب مقرر فرمائے ہیں، جو نماز سے قبل یا نماز کے بعد ادا کئے جاتے ہیں، اور جن سے بندہ مسلم کی نماز میں واقع کمی کی تلافی ہوتی ہے، اور ان کے میزان حسنات کے اندر اضافہ ہوتا ہے، ان سنن رواتب کی تعداد دن اور رات ملا کر بارہ رکعات ہیں، جو مندرجہ ذیل طریقہ پر ادا کی جاتی ہیں:

* **فجر سے قبل دو رکعت :** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا « فجر سے پہلے کی دو رکعتیں دنیا اور اس کے اندر موجود تمام چیزوں سے بہتر ہیں »۔ [مسلم/ الصلاۃ: ۷۲۵، ترمذی/ الصلاۃ: ۴۱۶، نسائی/ الصلاۃ: ۱۴۵۲]

* ظہر سے پہلے چار رکعت اور اس کے بعد دو رکعت: اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہتے ہیں « نبی ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت اور اس کے بعد دو رکعت پڑھا کرتے تھے »۔[(حسن) ترمذی/ ابواب الصلاۃ: ۴۲۴]

ان رکعات کی ایک اور فضیلت ہے جیسا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ « جس نے ظہر سے پہلے چار رکعت اور اس کے بعد چار رکعت نماز پڑھی، تو اللہ تعالی اس کے اوپر جہنم کی آگ کو حرام کردیتاہے »۔ [(صحیح) ابن ماجه/ الصلاۃ: ۱۱۶۴، ابو داؤد/ الصلاۃ: ۱۲۶۹، ترمذی: ۴۲۷]

* مغرب کے بعد دو رکعتیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ « نبی ﷺ مغرب کی نماز پڑھ کر میرے گھر آتے اور دو رکعتیں پڑھتے تھے »۔ [(صحیح) ابن ماجه/ الصلاۃ: ۱۱۶۴]

* عشاء کے بعد دو رکعتیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ « نبی ﷺ عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے »۔[(صحیح)] ترمذی/ أبواب الصلاۃ: ۴۳۶]

اور ان سنتوں کا ایک دوسرا ثواب اور دوسری خصوصیت بھی ہے کہ یہ دخول جنت کا ذریعہ ہیں، جیسا کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ « جو کوئی بندہ ہر روز فرض کے علاوہ بارہ رکعت نفلی نماز ادا کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کے واسطے ایک گھر جنت میں بناتا ہے، یا اس کے لئے

ایک گھر جنت میں بنایا جاتا ہے»۔ [مسلم/ صلاۃ المسافرین: ۷۲۸، نسائی/ قیام اللیل وتطوع النہار: ۱۷۹۶]

* **عصر سے پہلے چار رکعتیں: جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «اللہ تعالی اس بندہ کے اوپر رحم فرمائے جس نے عصر سے قبل چار رکعت نماز پڑھی**»۔ [(حسن) ابو داؤد/ الصلاۃ: ۱۲۷۱، ترمذی/ ابواب الصلاۃ: ۴۳۰]

اگر (بہ طور نفل) ان رکعتوں سے زیادہ کوئی ادا کرلے تو وہ اس کے لئے باعث خیر وبرکت ہے، نیز بندہ کے لئے اپنے رب سے تقرب کا ذریعہ ہے۔

اور یہ وہ سنن ہیں جن کے ذریعہ اللہ کی توفیق سے اجر عظیم حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال کے تعلق سے سوال کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا «تمہارے لئے کثرت سے سجدے کرنا ضروری ہے، پس جو سجدہ بھی تم اللہ کے لئے کروگے اس سے اللہ تعالی ایک درجہ بلند فرمائے گا اور اس سے تمہارے ایک گناہ کو مٹائے گا»۔ [مسلم/ الصلاۃ: ۴۸۸، ابن ماجہ/ اقامۃ الصلوات والسنۃ فیہا: ۱۴۲۳، نسائی/ التطبیق: ۱۱۳۹]

حضرت ربیع بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات گزاری، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت اور آپ کے وضو کا برتن لے کر حاضر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: «تم کوئی چیز مانگو» میں نے عرض

کیا کہ جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: «اس کے علاوہ کوئی اور چیز؟» میں نے کہا: کہ بس وہی، آپ نے فرمایا: «کثرت سے سجدے کر کے میری مدد کرو»۔ [مسلم/ الصلاۃ: ۴۸۹، نسائی/ التطبیق: ۱۱۳۸]

اور بندہ اپنے پروردگار سے سب سے زیادہ سجدہ کی حالت میں قریب ہوتا ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے جب وہ سجدہ کر رہا ہوتا ہے پس کثرت سے دعائیں کیا کرو»۔ [مسلم/ الصلاۃ: ۴۸۲، ابو داود/ الصلاۃ: ۸۷۵، نسائی/ التطبیق: ۱۱۳۷]

۷۔ نمازوں کے درمیان مسجد کے اندر بیٹھنا:

اللہ کے نزدیک اس کی عظیم فضیلت ہے بایں طور کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «بندہ برابر نماز میں رہتا ہے جب کہ وہ اپنی جائے نماز پر نماز کے انتظار میں ہوتا ہے اور فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں کہ اے اللہ تو اسے بخش دے اور تو اس پر رحم فرما یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جائے یا اس کا وضو ٹوٹ جائے»۔ [مسلم/ الصلاۃ: ۴۸۲، نسائی/ المساجد: ۷۳۳]

اور کچھ دیگر احادیث بھی ہیں جو گزشتہ اعمال کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں، انھیں میں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا «کہ آدمی کے باجماعت نماز پڑھنے کا ثواب اس کے تنہا نماز پڑھنے کے مقابلے میں

یااس کے بازار میں نماز پڑھنے کے مقابلے میں پچیس گنا زائد ہے کیونکہ جب وہ وضو کرکے نماز ادا کرنے کے لئے مسجد کی طرف نکلتا ہے تو اس کے ایک درجہ کو بلند کیا جاتاہے اور اس کے ایک گناہ کو مٹادیا جاتا ہے، پھر جب وہ نماز شروع کرتا ہے تو فرشتے اس وقت تک اس کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی جائے نماز میں ہوتا ہے کہ «اے اللہ اس کے اوپر رحمت نازل فرما، اے اللہ اس کے اوپر رحم فرما» اور جب تم میں کا کوئی نماز کے انتظار میں ہوتا ہے تو وہ حالت نماز میں ہوتا ہے»۔ [بخاری ومسلم]

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ «جب بندہ اچھی طرح سے وضو کرکے نماز ادا کرنے کی خاطر مسجد کی جانب نکلتا ہے تو جو بھی کوئی قدم بڑھاتا ہے اللہ تعالی اس کے بدلہ ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ مٹاتا ہے»۔ [ابن ماجه/ الطهارة: ۲۸۱]

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتلادوں جس سے اللہ تعالی گناہوں کو مٹاتا اور درجات بلند کرتا ہے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا کہ «تکلیف کے باوجود اچھی طرح سے وضو کرنا، اور مسجدوں کی طرف بکثرت پیدل چل کر جانا، اور ایک نماز کے ختم ہونے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا»۔ [مسلم/ الطهارة: ۲۵۱، نسائی/ الطهارة: ۱۴۳، ترمذی/ الطهارة: ۵۱]

* فجر کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھنا اور چاشت کی دو رکعتیں پڑھنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «جس نے نماز فجر باجماعت پڑھی پھر طلوع آفتاب تک اللہ کے ذکر میں لگا رہا پھر دو رکعتیں ادا کیں تو اسے ایک حج اور ایک عمرہ کا اجر ملتا ہے»۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے (مزید) فرمایا: «پورا اجر، پورا اجر، پورا اجر»۔[ترمذی/ الصلاۃ: ۵۸۶) (البانی نے اسے حسن کہا ہے)]

(ت) چاشت کی سنت:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ قباء والوں کے پاس گئے جب وہ نماز پڑھ رہے تھے، تو فرمایا کہ «صلاۃ الاوابین اور چاشت کی نماز ہے»۔

چاشت کی نماز وہ ہے جس کی حفاظت کی وصیت رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرمائی تھی، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے دوست نے مجھے جن تین چیزوں کی وصیت کی ان میں سے ایک چاشت کی نماز بھی ہے۔

اور اس سنت کی فضیلت حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے وارد حدیث میں بھی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «کہ جب آدمی صبح کرتا ہے تو اس کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے، پس ہر تسبیح (سبحان اللہ کہنا) صدقہ ہے اور ہر تحمید

(الحمد لله کہنا) صدقہ ہے اور ہر تہلیل (لا إله الا الله کہنا) صدقہ ہے اور ہر تکبیر (الله اکبر کہنا) صدقہ ہے اور نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے اور ان سب کے لئے چاشت کے وقت ادا کی جانے والی دو رکعتیں کافی ہوں گی»۔ [مسلم/ الصلاۃ: ۷۲۰، ابو داؤد/ الصلاۃ: ۱۲۸۶]

پس اے میرے معزز بھائی ذرہ آپ تصور کریں کہ آپ کے اپنے جسم کی ہر ہڈی کی جانب سے صدقہ کرنا ضروری ہے، اور ہڈیوں کی مجموعی تعداد ۳۶۰ ہے، اس لئے بسا اوقات آپ ان صدقات سے عہدہ برآنہ ہو سکیں گے، پس آپ پر اللہ کا کس قدر فضل وکرم ہے کہ اس نے چاشت کی سنت کو مشروع فرمایا تاکہ ان صدقات کا بدل بن سکے۔

(ث) **نماز تہجد: (رات کی نماز):**

افضل نمازوں میں رات کی تاریکی خصوصاً رات کے آخری تہائی حصہ میں نماز ادا کرنا ہے کہ اس میں اطمینان وسکون اور نفس کی صفائی اور رحمن سے مناجات کی لذت ہے، اور اللہ تعالی نے رات کی ان نمازوں کے سلسلہ میں اہل ایمان کی تعریف فرمائی ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ كَانُوا۟ قَلِيلًا مِّنَ ٱلَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ﴿١٧﴾ وَبِٱلْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿١٨﴾ ﴾

ترجمہ: وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے، اور وقت سحر استغفار کیا کرتے تھے۔

[الذاریات: ۱۷، ۱۸]

یہ ہمارے نبی ﷺ کی ان سنتوں میں سے ہے جن پر مداومت برتنے کا حکم انھیں

اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿١﴾ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢﴾ نِصْفَهُ أَوِ انقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ﴿٣﴾ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ﴿٤﴾﴾

ترجمہ: اے کپڑے میں لپٹنے والے، رات (کے وقت نماز) میں کھڑے ہو جاؤ مگر کم، آدھی رات یا اس سے بھی کم کرلے یا اس سے بڑھادے اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر (صاف) پڑھا کر۔ [مزمل: ۱ - ۴]

اور رات میں نماز کی فضیلت کے تعلق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ «فرض نماز کے بعد سب سے بہتر نماز رات کی نماز (تہجد) ہے»۔ [مسلم/ الصوم: ۱۱۶۳، ابو داؤد/ الصوم: ۲۴۲۹، ترمذی/ الصلاۃ: ۴۳۸، نسائی/ الصلاۃ: ۱۶۱۳]

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد کے اندر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف فرمائی ہے «کہ وہ کتنے ہی بہتر شخص ہیں اگر وہ رات کو نماز پڑھتے»۔ [بخاری و مسلم]

اور ایک روایت کے اندر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «کہ تم فلاں کی طرح مت ہو جاؤ جو نماز تہجد پڑھتے تھے پھر انہوں نے اسے ترک کر دیا»۔

۲۔روزہ سے متعلق اعمال

۱: نفلی روزوں کی فضیلت :

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «جو بندہ اللہ کے راستہ میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے اللہ تعالی اس کے بدلے اس کے چہرہ کو ستر برس کے لئے آتش دوزخ سے دور کر دیتا ہے »۔ [بخاری ومسلم]

اور اللہ تعالی حدیث قدسی کے اندر فرماتا ہے: «کہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے مگر روزہ کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا »۔ [بخاری ومسلم]

اور اس کے اندر نفلی روزہ بھی داخل ہے، ان شاء اللہ۔

اور روزہ فحش اور حرام کے اندر واقع ہونے سے بچاؤ ڈھال ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «کہ اے نوجوانوں کی جماعت !تم میں سے جو شادی کی استطاعت رکھتا ہے تو وہ شادی کرلے ،اس لئے کہ اس سے نگاہ نیچی رہتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے، اور تم میں سے جو اس کی طاقت نہیں رکھتا ہے، تو وہ روزہ رکھے کہ یہ روزہ اس کے لئے ڈھال ہے »۔ [بخاری ومسلم]

اوراسی طرح روزہ لذتوں کے اندر اسراف نہ کرنے پر نفس کو ابھارتا ہے، اور اس سے فقراء ومساکین اور ان جلاوطن بھائیوں کی یاد آتی ہے جن کے پاس ان کی پیاس

بجھانے اور پیٹ بھرنے کے لئے پیسہ نہیں، چنانچہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو وہ رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ " میں تو سخت گرمی کی پیاس پر رو رہا ہوں اور سواری پر سوار ہو کر علمی حلقوں میں علماء کے کلام سے مستفید ہونے کے لئے رو رہا ہوں،،۔ اور حضرت عامر بن عبد القیس رضی اللہ عنہ کے تعلق سے مروی ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت ہوا وہ کہتے تھے کہ قسم بخدا موت کی سختی پر نہیں رو رہا ہوں اور نہ ہی موت کے خوف سے رو رہا ہوں میں تو اپنی سخت گرمی کی پیاس کے چھوٹ جانے اور رات کی مشقت پر رو رہا ہوں۔

ب: عاشورا کے روزہ کی خصوصی فضیلت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہود کو عاشوراء کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا، ان سے آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ ایک اچھا دن ہے، جس کے اندر اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل کو ان کے دشمنوں سے نجات دی، تو موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: « کہ ہم تم سے زیادہ موسی کے اتباع کے حق دار ہیں، اور آپ نے اس روزہ کے رکھنے کا حکم دیا »۔ [بخاری، مسلم ، ابوداود/ الصوم: ۲۴۴۴، احمد: ۲۶۴۴]

اور یہود کی مخالفت کرنے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے ساتھ ایک اور دن روزہ رکھنے کا حکم دیا، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: « کہ اگر میں اگلے سال زندہ

رہاتونویں کوروزہ رکھوں گا»۔ [مسلم/ الصوم: ۱۱۳۴، ابو داؤد/ الصوم: ۲۴۴۵]

یعنی نویں اور دسویں کا روزہ، ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: «روزہ کے تین مراتب ہیں، ان میں سب سے کامل یہ ہے کہ عاشوراء سے پہلے ایک روزہ اور اس کے بعد ایک روزہ رکھاجائے، دوسرامرتبہ یہ ہے کہ نویں اور دسویں کاروزہ رکھاجائے، اور اسی پر اکثر احادیث دلالت کرتی ہیں، پھر تیسرامرتبہ یہ ہے کہ صرف دسویں کوروزہ رکھاجائے، اور اسی کی فضیلت کے تعلق سے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ سے امید ہے کہ اس سے ایک سال پہلے کے گناہ مٹادیئے جاتے ہیں»۔ [مسلم/ الصیام: ۱۱۶۲]

(ت) ماہ شوال کے چھ روزوں کی فضیلت:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو گویااس نے سارازمانہ روزہ رکھا»۔ [امام بخاری کے سوائے ائمہ ستہ نے اس حدیث کو روایت کیاہے]

کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ اس کے دس گنا ہے، تورمضان دس ماہ کے برابر ہوا، اور شوال کے چھ روزے دو ماہ کے برابر ہوئے، پس یہ پورا ایک سال قرار پایا، اور چونکہ یہی حساب ہر سال کا ہوتا ہے، اس لئے یہ پورے زمانہ کا روزہ ٹھہرا۔

لہذا اے میرے بھائی! ماہ شوال کے ان چھ روزوں کا اہتمام کرو، تاکہ یہ عظیم اجر آپ کو مل سکے، اور جس شخص کو سستی و مشغولیت کا اندیشہ ہو، اس کے لئے عید کے بعد

فوری طور پر ان (روزوں) کا رکھنا مستحب ہے، اور یہاں پر ایک تنبیہ کرنا چاہتا ہوں کہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے، اور اسی طرح نفلی روزہ کے لئے جمعہ کی تخصیص حرام ہے، الا یہ کہ اس کے پہلے یا اس کے بعد ایک دن کو شامل کر لیا جائے (تو جائز ہے)۔ ہاں اگر جمعہ کے دن ہی کوئی مخصوص روزہ پڑ رہا ہو جیسے کہ جمعہ کے دن عرفہ کا روزہ، یا کسی شخص نے کسی متعین تاریخ کو روزہ رکھنے کی نذر مانی، اور تقدیر الٰہی کی وجہ سے اس کی وہ مطلوبہ تاریخ جمعہ کے روز ہی پڑی، تو اس جمعہ کے دن روزہ رکھنا جائز ہے۔ (نذر کا روزہ رکھنا واجب ہے اور علماء کا اجماع ہے کہ واجبی روزہ کو کسی دن کے ساتھ مقید نہیں کیا جائے گا)، اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: « کہ تم میں سے کوئی جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے، ہاں اس سے ایک دن پہلے یا اس کے ایک دن بعد میں (ملا کے) رکھے »۔ [بخاری و مسلم]

اور جمہور علماء کے نزدیک یہاں ممانعت کا تعلق کراہت کے سبب ہے نہ کہ حرمت کے سبب۔

(ث) **یوم عرفہ کے روزہ کی فضیلت:**

حجاج کرام کو چھوڑ کر دوسروں کے لئے عرفہ کا روزہ رکھنا مشروع ہے اور یہ (عرفہ کا روزہ) عشرہ ذو الحجہ کا ایک افضل ترین عمل ہے (عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت پر تفصیلی بحث آگے آرہی ہے) اور حاجی کے لئے اس روزہ کی مشروعیت اس بنا پر نہیں تاکہ وہ عرفہ کے دن کی عبادت کر سکے۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ

کے رسول ﷺ سے عرفہ کے دن کے روزہ کی بابت سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: «کہ میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کو مٹادیتا ہے»۔ [مسلم / الصیام:۱۱۶۲]

تنبیہ: اور گناہوں کا مٹایا جانا جیسا کہ یہاں اور عاشوراء کے روزہ کے تعلق سے وارد ہے اس سے مراد صغیرہ گناہوں کا مٹایا جانا ہے، نہ کہ کبیرہ گناہوں کا، کیونکہ ان (کبائر) کے لئے خالص توبہ کرنا، اور گناہوں سے باز آنا اور دوبارہ اس کا ارتکاب نہ کرنے کا عہد کرنا لازم ہے، اور اگر ان کبیرہ گناہوں کا تعلق لوگوں کے حقوق سے ہے تو ان کے حقوق کو چکانا بھی ضروری ہے۔

۳۔ چند ایسے اوقات و مقامات جن میں اجر و ثواب دوچند ہوتے ہیں اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں

(الف) ایسے اوقات جن میں اجر کے اندر اضافہ کیا جاتا ہے اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں:

(۱) ماہ رمضان کے روزے:

میرے بھائیو! یادرکھو کہ ماہ رمضان میں اجر کے اندر زیادتی کردی جاتی ہے، حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت ہے «کہ مسلمانوں کے اوپر رمضان کے مہینہ سے بہتر کوئی مہینہ نہیں آیا، اور منافقوں کے اوپر رمضان کے مہینہ سے زیادہ برا کوئی اور مہینہ نہیں آیا»۔ [مسند احمد: ۸۳۵۰،ابن خزیمہ اور علامہ احمد شاکر نے اسے صحیح قرار دیا ہے]

میرے معزز بھائیو !نیک اعمال کی ادائیگی کر کے مثلاً نماز، روزہ، زکاۃ اور ہر نیک عمل کے ذریعہ اس ماہ عظیم کو غنیمت جانئے، پس ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے کہ اس نے یہ عظیم مہینہ ہمیں عطا فرمایا، اور امور اطاعت کو اس ماہ کے اندر ہمارے لئے آسان بنادیا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: « کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازوے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں »۔
[مسلم / الصیام: ۱۰۷۹]

*** ماہ رمضان میں عمرہ ادا کرنا:**

اللہ تعالی نے اپنے فضل وکرم سے ماہ رمضان میں اجر کے اندر جو زیادتی فرمائی ہے اسی میں یہ بھی ہے کہ اس نے رمضان کے عمرہ کو ایک حج کے برابر قرار دیا، جیسا کہ آپ ﷺ نے ام سنان رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا جب وہ حجۃ الوداع نہ کر سکی تھیں « کہ جب رمضان آئے تو عمرہ کرلینا پس رمضان کا عمرہ ایک حج کے برابر ہوتا ہے » یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ « میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے »۔ [بخاری ومسلم، مسنداحمد: ۲۰۲۵]

*** شبِ قدر:**

یہ ایک عظیم المرتبت رات ہے اس رات کی عبادت کا ثواب ایک ہزار ماہ یعنی

تقریباً ۸۳ برس چار مہینہ کی عبادت کے ثواب سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ ۝١ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ ۝٢ لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ خَيۡرٞ مِّنۡ أَلۡفِ شَهۡرٖ ۝٣﴾

ترجمہ: «یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے» [القدر: ۱-۳]

اور اسی رات کو سمائے دنیا پر قرآن مجید کا نزول ہوا، اور اسی رات کو آئندہ سال انجام پذیر ہونے والی ہر چیز کی تقدیریں لکھی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةٖ مُّبَٰرَكَةٍۚ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۝٣ فِيهَا يُفۡرَقُ كُلُّ أَمۡرٍ حَكِيمٍ ۝٤﴾

ترجمہ: «یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے بیشک ہم ڈرانے والے ہیں، اسی رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے»۔ [الدخان: ۴،۳]

اور اللہ تعالیٰ نے اس رات کی خصوصیت امت محمدیہ کو عطا فرمائی، امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے گذشتہ امتوں کی عمروں کے مقابلے میں اپنی امت کی عمروں کو کم تر سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شب قدر عطا فرمائی۔ [(مؤطا: ۱/۹۹) (ضعیف)]

(۲) عشرۂ ذی الحجہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «ان ایام یعنی عشرۂ ذی الحجہ کے اندر نیک اعمال کو انجام دینا اللہ کے نزدیک جس قدر محبوب ہے اتنا اور دنوں میں نہیں، صحابہ نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا اللہ کے راستہ میں جہاد بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جہاد بھی نہیں الا یہ کہ جو مجاہد اپنی جان اور اپنا مال لے کر (میدان جہاد میں) جائے اور ان میں سے کوئی بھی چیز واپس لے کر نہ آئے»۔[بخاری/ العید: ۹۶۹، ابو داؤد/ الصیام: ۲۴۳۸، ابن ماجہ/ الصیام: ۱۷۲۷، الترمذی/ الصیام: ۷۵۷]

اور ذی الحجہ کے دس ایام کی فضیلت کے تعلق سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی معزز کتاب (قرآن) میں ان ایام کی قسم کھائی:

﴿وَٱلْفَجْرِ ﴿١﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿٢﴾ وَٱلشَّفْعِ وَٱلْوَتْرِ ﴿٣﴾﴾

ترجمہ: قسم ہے فجر کی، اور دس راتوں کی، اور جفت اور طاق کی۔ [الفجر:۱،۳]

اور دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں جیسا کہ علماء کرام فرماتے ہیں۔

لہذا میرے بھائی آپ ذی الحجہ کے دس دنوں کو غنیمت جان کر ان میں نیک اعمال کرنے کی کوشش کریں، جیسے تلاوت قرآن کریم، صدقہ، نفلی نمازیں، روزے اور خصوصی طور پر جو حرمین شریفین کے اندر ہوں، اور خاص طور پر عرفہ کا روزہ جیسا کہ

اس کی فضیلت گزر چکی ہے، اور قربانی والے دن جانور ذبح کرنا، اس لئے کہ ان اعمال کا تعلق رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنتوں سے ہے۔

(۳) وہ اوقات جن میں دعائیں قبول کی جاتی ہیں

* آدھی رات کے وقت دعا کرنا :

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ «رات کے اندر ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ اس گھڑی کو جو کوئی مسلمان شخص پا کر کے دنیا اور آخرت کی بھلائیاں (نعمتیں) مانگتا ہے، تو اللہ تعالی اس شخص کو وہ نعمتیں عطا فرماتا ہے، اور یہ گھڑی ہر رات میں آتی رہتی ہے »۔ [مسلم/ صلاة المسافرين وقصرها: ۷۵۷، ترمذی/ الدعوات: ۳۵۷۹، ابو داؤد/ الصلاة : ۱۲۷۷]

یقیناً آدھی رات کے وقت دعا کرنا، اور خاص طور پر بندہ کا اپنی نماز تہجد میں دعا کرنا، اور اس کا اپنے پروردگار سے مناجات کرنا، قبولیت کے اوقات میں سے ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان ہے: « ہمارا پروردگار ہر رات آسمان دنیا پر اس وقت نازل ہوتا ہے جب رات کا ایک تہائی حصہ باقی رہتا ہے، پکارتا ہے، کون ہے جو مجھ سے دعا کرے پس میں اس کی دعا قبول فرماؤں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں اسے عنایت کروں، کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے پس میں اس کی مغفرت کروں »۔ [مسلم/ صلاة المسافرين وقصرها: ۷۵۸، ترمذی/ الصلاة: ۴۴۶]

پس اے میرے بھائی اپنی کمر کس لو، اور نیکو کاروں میں سے ہو جاؤ، اور رحمن کی ندا پر لبیک کہو۔

٭ اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا:

قبولیت دعا کی ایک گھڑی اذان و اقامت کے درمیان کا وقت بھی ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «اذان اور اقامت کے درمیان کی دعا لوٹائی نہیں جاتی، پس تم دعا کرو»۔ [ابو داؤد]

اور امام ترمذی نے اتنا اضافہ کیا ہے «کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم کس چیز کی دعا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ «اللہ تعالی سے دنیا اور آخرت کے اندر عافیت طلب کرو»۔ [حدیث حسن ہے]

٭ جمعہ کے روز کی مخصوص گھڑی:

اور دنوں کے مقابلہ میں جمعہ کے دن کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے اندر قبولیت دعا کی ایک مخصوص گھڑی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جمعہ کے دن کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ «اس کے اندر ایک گھڑی ایسی ہے کہ جس کسی مسلمان کو وہ گھڑی حالت نماز میں مل جاتی ہے، اور وہ اس کے اندر اللہ تعالی سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے وہ چیز عطا کرتا ہے»، اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے اس مبارک ساعت کے

مختصر ہونے کی خبر دی۔ [بخاری ومسلم]

اور اس مختصر وقت کی تعیین کے تعلق سے اختلاف ہے، کچھ محققین کا خیال ہے کہ یہ گھڑی خطیب کے دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے کا وقت ہے، اور کچھ دیگر علماء یہ وقت امام کے اپنے خطبہ اور اپنی نماز سے فارغ ہونے تک کے وقت کو قرار دیتے ہیں، اور بعض محققین کے نزدیک یہ وقت جمعہ کے روز عصر کے بعد ہے، اور یہی راجح قول ہے اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ «تم جمعہ کے دن کی مخصوص ومبارک ساعت کو عصر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک تلاش کرو»۔
[ترمذی/ الصلاۃ: ۴۸۹، طبری وحدیث: ۴۹۱ ایضا]

* روزہ دار کا روزہ افطار کرتے وقت:

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «روزہ دار اپنی افطاری کے وقت جو دعا کرتا ہے اس کی وہ دعا لوٹائی نہیں جاتی»۔ [ضعیف، ابن ماجہ/ الصیام: ۱۷۵۳]

اس لئے روزہ دار کے لئے افطار کے وقت کثرت سے دعا کرنا، اور اللہ تعالیٰ سے اس فضیلت کا سوال کرنا مستحب ہے، جس کا تعلق روزہ داروں کے فضائل سے ہے۔

* عرفہ کے روز کی دعا:

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «سب سے بہتر دعا وہ ہے جو عرفہ کے روز کی

جاتی ہے، اور سب سے بہتر دعا جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے کی ہے وہ ہے: «**لا اله الا الله وحده لا شريک له له الملک وله الحمد وهو على كل شيء قدير**» (اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہے، اور اسی کے لئے ساری تعریفیں ہیں، اور وہی ہر چیز پر قادر ہے»۔[ترمذی/ الدعوات: ۳۵۸۵، حسن / البانی]

٭ ختم قرآن کی دعا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ قرآن ختم کرتے تو اپنے بچوں اور اپنے اہل خانہ کو اکٹھا کرتے اور ان کے لئے دعا کرتے۔ [دارمی / ج۲/ص۵۶۰، سعید بن منصور/ ج۱/ ص ۱۴۰، بیہقی/ شعب الایمان/ ج ۲/ص۳۶۸) اور دیگر ائمہ حدیث نے اسے روایت کیا ہے]

٭ ایسے اشخاص جن کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کی دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں، مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا، والد کا اپنے بیٹے کے حق میں کی جانے والی دعا»۔
[ترمذی/ الدعوات: ۳۴۴۸ [(حسن)]

اور ایک دوسری حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: «کہ تین قسم کے لوگوں کی دعائیں بے مراد نہیں جاتیں، روزہ دار کی دعا، یہاں تک کہ وہ افطار کرے، اور انصاف ور امام کی دعا، اور مظلوم کی دعا کو اللہ تعالی بدلیوں کے اوپر تک لے جاتا ہے، اور اس کے لئے آسمان کے دروازوں کو کھول دیتا ہے، اور اللہ تعالی فرماتا ہے: کہ میری عزت کی قسم ضرور میں تیری مدد کروں گا اگرچہ ایک مدت کے بعد ہی کیوں نہ ہو»۔ [ترمذی/ الدعوات: ۳۵۹۸ [(حسن)]

*** زمزم کا پانی پیتے وقت دعا کرنا:**

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «زمزم کا پانی جس مقصد کے حصول کے لئے پیا جائے وہ مقصد پورا ہوتا ہے»۔
[ابن ماجہ / المناسک: ۳۰۶۲ (صحیح)]

(ب) ایسے مقامات جن میں اجر کے اندر زیادتی کی جاتی ہے اور دعائیں مقبول ہوتی ہیں:

۱۔ مسجدِ حرام :

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «مسجد حرام کو چھوڑ کر میری اس مسجد کے اندر نماز پڑھنے کا ثواب دیگر

مسجدوں میں ایک ہزار نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور مسجد حرام کے اندر نماز پڑھنا دیگر اور مساجد میں ایک لاکھ نماز پڑھنے سے بہتر ہے »۔ [مسند احمد: ١٤٧٥٠، ابن ماجہ/ اقامۃ الصلوات والسنۃ: ١٤٠٦]

اور یہی وہ پہلی مسجد ہے جس کی جانب سفر کرنا مشروع ہے، اور اللہ کا یہ گھر اس سرزمین کے اندر واقع ہے جس کو اس نے لوگوں کے لئے باعث امن و ثواب بنایا ہے، جس کے لئے مومنوں اور اطاعت شعاروں کے دلوں میں اشتیاق پیدا ہوتا ہے اور جو دو قبلوں میں سے دوسرا قبلہ اور دونوں حرمین میں سے پہلا حرم ہے۔

(٢) مسجد نبوی:

مسجد نبوی حرمین شریفین میں سے دوسرا حرم ہے، جس کو اللہ کے رسول ﷺ نے مدینہ پہونچ کر اس مقصد کی خاطر تعمیر فرمایا تاکہ یہ مسلمانوں کا مرکز اور ان کی عبادتوں کی ادائیگی کا مقام بن سکے، اور وہیں ان کی تعلیم وتدریس ہو، اس سے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نکلے جنھوں نے اسلام کو دنیا کے گوشوں میں پھیلایا۔

مسجد نبوی کی فضیلت پر وہ روایت دلالت کرتی ہے جس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: « کہ میرے حجرہ اور میرے منبر کے درمیا ن کا جو حصہ ہے، وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے، اور میرا منبر میرے حوض کے اوپر ہے »۔ [بخاری ومسلم، نسائی/ المساجد: ٦٩٥]

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ

«مسجد حرام کو چھوڑ کر میری اس مسجد کے اندر ایک وقت کی نماز پڑھنا دیگر اور مسجدوں میں ایک ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے»۔ [بخاری ، نسائی/ المساجد:٦٩٤]

(٣) مسجد اقصی:

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿سُبْحَـٰنَ ٱلَّذِىٓ أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِۦ لَيْلًا مِّنَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ إِلَى ٱلْمَسْجِدِ ٱلْأَقْصَا ٱلَّذِى بَـٰرَكْنَا حَوْلَهُۥ﴾

پاک ہے وہ اللہ تعالی جو اپنے بندے کو رات ہی رات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے۔ [الاسراء: ١]

مسجد اقصیٰ ہم مسلمانوں کا قبلۂ اول اور اللہ کے رسول ﷺ کی جائے معراج ہے، یہیں سے آپ ﷺ کو آسمان کی جانب لے جایا گیا۔ اور یہ ان مساجد میں سے ایک ہے جن کی طرف سفر کرنا مشروع ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: «کہ تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنا جائز نہیں، مسجد حرام، اور مسجد رسول، اور مسجد اقصی»۔ [بخاری ومسلم، ابن ماجہ/ اقامة الصلاة والسنة فیھا: ١٤٠٩، نسائی/ المساجد: ٧٠٠]

اور اس کے فضائل سے متعلق عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ «جب سلیمان بن داؤد علیہ السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اللہ تعالی سے تین چیزیں مانگیں، اول: ایسا فیصلہ جو اللہ تعالی کے فیصلہ کے موافق ہو، دوم: ایسی سلطنت جو ان

کے بعد کسی اور کو نہ دی جائے، سوم: جو اس مسجد میں نماز پڑھنے ہی کی خاطر آئے تو اس کے گناہ ایسے ہی جھڑ جائیں جیسے اس کی ماں نے آج ہی اسے جنا ہو »، نبی ﷺ نے فرمایا کہ « دو چیزیں تو ان کو دی گئیں، اور مجھے امید ہے کہ تیسری مراد بھی ان کی پوری کی گئی ہوگی »۔ [ابن ماجہ/ اقامة الصلوات والسنة فيها: ۱۴۰۸ [(صحيح)]

(۴) مسجد قباء:

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ «مسجد قباء کے اندر نماز پڑھنے کا اجر ایک عمرہ ادا کرنے کے مانند ہے »۔ [ترمذی/ الصلاة: ۳۲۴ [صحيح]، ابن ماجه/ اقامة الصلاة والسنة فيها: ۱۴۱۱]

اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا « جس نے اپنے گھر کے اندر طہارت حاصل کی (وضو کیا) پھر مسجد قبا میں آکر نماز ادا کی تو اس نے ایک عمرہ کے برابر ثواب حاصل کیا »۔ [ابن ماجه/ اقامة الصلاة والسنة فيها: ۱۴۱۲ [صحيح]، نسائی/ المساجد: ۶۹۹]

(۵) ملتزم کے پاس دعا کرنا :

ثابت ہے کہ ملتزم کو چھو کر اور اس کے پاس کی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے۔ (اس مسئلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے) اس لئے کہ صفوان بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ « میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ حجر اسود اور خانۂ کعبہ کے

دروازے کے درمیان میں جو جگہ ہے اسے پکڑے ہوئے تھے، اور میں نے لوگوں کو اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ خانۂ کعبہ (کی دیواروں) کو پکڑے ہوئے دیکھا»۔ [مسند احمد وابو داؤد/ المناسک: ١٨٩٨، امام ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیاہے]

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ «ملتزم ایک ایسی جگہ ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے، اور اس کے اندر جس بندے نے جو بھی دعا کی اس کی وہ دعا قبول کی گئی»۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے اس حدیث کو سنا، اللہ کی قسم میں نے اس جگہ اللہ سے جب بھی دعا کی میری وہ دعا قبول ہوئی۔ اور آپ فرماتے تھے کہ «رکن اور دروازہ کا درمیانی حصہ جسے ملتزم کہا جاتا ہے، اس میں جو کوئی بندہ اللہ سے کوئی چیز مانگتا ہے اللہ تعالی اسے وہ چیز عنایت کرہی دیتا ہے»۔ [بیہقی/ شعب الایمان]

(٤) ذکر کی مجلسیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا «جو لوگ بھی اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر (مسجد) میں جمع ہوتے ہیں، اور اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کی تلاوت کرتے ہیں، اور (اسے سمجھنے کے لئے) باہم مباحثہ کرتے ہیں، تو ان کے اوپر سکون نازل ہوتا ہے، اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، اور فرشتے

ان کو گھیر لیتے ہیں، اور اللہ اپنے پاس موجود مخلوق (فرشتوں) کے بیچ ایسے لوگوں کا تذکرہ فرماتا ہے »۔ [مسلم/ الدعوات: ۲۶۹۹، ابو داؤد/ الصلاۃ: ۱۴۵۵، ابن ماجہ/ السنۃ: ۲۲۵، ترمذی/ الدعوات: ۳۳۷۸]

پس یہ عظیم فضائل اور چار عطیات ہیں جن سے اللہ تعالی نے ذکر کی مجلسوں کو خاص فرمایا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ « اللہ کے کچھ فرشتے راستوں میں گشت کرتے رہتے ہیں، اور اہل ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں، پس جب ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے مل جاتے ہیں تو پکارتے ہیں کہ اپنی ضرورت کی طرف آؤ، آپ ﷺ نے فرمایا کہ « وہ ان کو اپنے پروں سے نچلے آسمان تک گھیرے میں لے لیتے ہیں »، فرماتے ہیں، پس ان کا پروردگار فرشتوں سے سوال کرتا ہے حالانکہ وہ ان کے بارے میں خوب جانتا ہے، کہ میرے بندے کیا کہتے ہیں؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ فرشتے جواب دیتے ہیں، کہ وہ تیری تسبیح و تکبیر اور تحمید و تمجید کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سوال فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اے رب انہوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے، آپ ﷺ کہتے ہیں کہ رب فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ تجھ کو دیکھ لیں تو تیری اور زیادہ عبادت اور تیری اور زیادہ تسبیح و تمجید کرنے لگ جائیں، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ رب پوچھتا ہے کہ وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ وہ تجھ سے جنت کا

سوال کر رہے ہیں، آپ ﷺ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ وہ (فرشتے) جواب دیتے ہیں کہ نہیں، آپ کہتے ہیں کہ رب فرماتا ہے اگر وہ اسے دیکھ لیں تو کیا حال ہو گا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ اس کو دیکھ لیں تو اس کی اور زیادہ چاہت اور خواہش اور رغبت کرنے لگیں، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ رب پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ طلب کر رہے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ وہ دوزخ سے پناہ مانگ رہے تھے، آپ ﷺ کہتے ہیں کہ رب پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اے رب اللہ کی قسم اسے انہوں نے نہیں دیکھا ہے، آپ ﷺ کہتے ہیں کہ رب فرماتا ہے کہ اگر وہ اسے دیکھ لیں تو کیا کریں گے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس سے اور بھاگنے لگیں اور اس سے مزید ڈرنے لگیں، آپ ﷺ کہتے ہیں کہ رب فرماتا ہے کہ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان میں سے ایک شخص تو اپنی حاجت کے لئے آیا تھا، اللہ فرماتا ہے کہ وہ سارے ہم نشین ہیں، ان کے ساتھ ہم نشینی اختیار کرنے والا بھی بدنصیب نہیں ہو سکتا،،۔ (اجر و ثواب کے اندر سارے شامل ہیں) [بخاری و مسلم]

(۵) اللہ تعالیٰ کا ذکر:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴾ [الأحزاب: ۳۵]

ترجمہ: بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے وسیع مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

گویا مغفرت اور اجر عظیم ان ذکر کرنے والوں کا بدلہ ہے، ذکر کے فوائد کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴿٢٨﴾ ﴾

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں، یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔ [الرعد: ۲۸]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ﴾

ترجمہ: تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ [البقرہ:۱۲۵]

اور ذکر کے ثواب کے تعلق سے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا بھی فرمان ہے کہ «مُفَرِّدِین حضرات سبقت لے گئے»، پوچھا گیا، کہ مُفَرِّدِین کون ہیں؟ فرمایا کہ «اللہ کا

بکثرت ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا بکثرت ذکر کرنے والی عورتیں »۔[مسلم / الذکر والدعاء: ۲۶۷۶، ترمذی/ الدعوات: ۳۵۹۶]

اور اللہ جل جلالہ حدیث قدسی کے اندر ارشاد فرماتا ہے کہ « میں اپنے بندہ کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں، اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے، تو میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ کسی جماعت میں مجھے یاد کرتا ہے، تو میں اسے اس سے بہتر (فرشتوں کی) جماعت میں یاد کرتا ہوں »۔ [بخاری ومسلم]

اس کے علاوہ آیات واحادیث ذکر اور ذکر کرنے والوں کی فضیلت کے سلسلہ میں وارد ہیں، یہاں چند اذکار، ان کے فضائل اوران کے خصوصی اجر وثواب ذکر کئے جارہے ہیں:

الف۔ سبحان الله، الحمد لله، لا اله الا الله:

(یعنی اللہ کی ذات پاک ہے، ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی اور معبود برحق نہیں)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ « جس شخص نے ہر نماز کے بعد ۳۳بار سبحان اللہ اور ۳۳بار الحمد للہ اور ۳۳بار اللہ اکبر کہا اور سو پورا کرنے کے لئے «**لا اله الا الله وحده لا شريک له له الملک وله الحمد وهو على كل شيء قدير**» (اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ

اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک، اور اسی کے لئے حمد ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے) پڑھا، تو اس کے سارے گناہ بخش دئے جاتے ہیں، خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں »۔ [مسلم/ المساجد : ۵۹۷]

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو چکّی چلانے کی وجہ سے ہاتھ میں تکلیف تھی، ان دنوں نبی کریم ﷺ کے پاس غلام آئے تھے وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس گئیں، مگر آپ کو نہ پاسکیں البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کی ملاقات ہوئی، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنا ماجرا بتایا، جب نبی ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کی خبر دی، نبی ﷺ ہمارے پاس اس وقت آئے جب ہم سونے کی تیاری کر چکے تھے، نبی ﷺ نے آتے ہی فرمایا کہ «تم دونوں اپنی جگہ پر رہو »، پھر آپ ہمارے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں کی ٹھنڈک ہمارے سینوں میں محسوس ہوئی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ «میں تم دونوں کو تمہاری طلب وخواہش سے بہتر چیز نہ بتلادوں؟ کہ جب تم اپنے بستروں پر جاؤ، تو ۳۴بار **اللہ اکبر**، اور ۳۳بار **سبحان اللہ**، اور ۳۳بار **الحمد للہ** پڑھ لیا کرو، پس یہ (ذکر) تم دونوں کے لئے خادم سے بہتر ہے »۔ [بخاری ومسلم]

اور تسبیح کی فضیلت کے تعلق سے اللہ کے رسول ﷺ نے خاص طور پر فرمایا کہ «کیا تم میں سے کوئی ہر روز ایک ہزار نیکیاں نہیں کما سکتا؟ آپ ﷺ کے ہم نشینوں (صحابہ) میں سے ایک صاحب نے سوال کیا کہ ایک ہزار نیکیاں کیسے کمائی جا سکتی ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ سو بار سبحان اللہ پڑھے، تو اس کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی یا اس کے ہزار گناہ مٹائے جائیں گے »۔ [مسلم / الذکر والدعاء: ۲۶۹۸]

(ب) لا الہ الا اللہ کی فضیلت:

(اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: « کہ کثرت سے « لا الہ الا اللہ » پڑھا کرو، اس سے پہلے کہ تمہارے درمیان اور اس کے درمیان کوئی چیز حائل ہو، اور اپنے قریب المرگ لوگوں کو اس کی تلقین کیا کرو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے ان کی وفات کے وقت فرمایا کہ میں تجھے « لا الہ الا اللہ » پڑھنے کا حکم دیتا ہوں، اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں میزان کے ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں، اور « لا الہ الا اللہ » دوسرے پلڑے میں تو « لا الہ الا اللہ » کا میزان بھاری پڑ جائے گا »۔ [مسند احمد / علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے]

اور ایک دوسری حدیث کے اندر ہے، کہ حضرت موسی علیہ السلام نے کہا کہ « اے رب تو مجھے کوئی ایسی چیز سکھادے جس کے ذریعہ میں تجھے یاد کروں اور اسی کے ذریعہ تجھ سے دعا کروں »، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ « اے موسی! لا الہ الا اللہ کہو »، انھوں نے کہا کہ « اے رب! یہ تو تیرے سارے بندے کہتے ہیں »، رب نے فرمایا کہ « اے موسی! اگر ساتوں آسمان اور میرے علاوہ ان کے اندر موجود چیزیں اور ساتوں زمینیں میزان کے ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں، اور « لا الہ الا اللہ » دوسرے پلڑے

میں رکھ دیا جائے تو «لا الہ الا اللہ» ان سب کے اوپر بھاری پڑ جائے گا»۔ [ابن حبان، حاکم (صحیح)]

اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی بندہ «لا الہ الا اللہ» کہتا ہے، پھر اسی پر اس کی وفات ہو جاتی ہے، تو وہ جنت کے اندر داخل ہو گا۔[بخاری ومسلم]

پس اس کلمہ کے اندر اللہ کے سوا دیگر معبودان باطلہ کی بندگی کی نفی ہے اور اسے صرف اللہ کے لئے ثابت کیا گیا ہے، اور دوسروں کو چھوڑ کر تمام عبادات اسی کے ساتھ خاص کی گئی ہیں۔

(ت) سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم :

(اللہ کی ذات پاک ہے اور اپنی حمد اسی کو سزاوار ہے، اللہ پاک، عظمت والا اور بلند ہے)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «جس نے سبحان اللہ العظیم وبحمدہ پڑھا تو اس کے لئے جنت کے اندر کھجور کا ایک درخت لگایا جاتا ہے»۔[ترمذی/ الدعوات: ۳۴۶۴ [صحیح]، نسائی/ الیوم واللیلۃ/ : ۸۲۷]

اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «کہ دو کلمے زبان پر انتہائی ہلکے مگر میزان میں انتہائی وزنی ہیں اور رحمن (اللہ) کو بہت ہی پیارے ہیں، وہ «**سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم** ہیں»۔[بخاری ومسلم]

(ث) **سبحان اللہ وبحمدہ:**

(اللہ کی ذات پاک ہے اور ہر حمد کا سزاوار ہے)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «کیا میں تم کو وہ کلام نہ بتادوں جو اللہ کے نزدیک بے حد محبوب ہے؟ وہ «**سبحان الله وبحمده** ہے»۔[مسلم/ الذكر والدعاء: ۲۷۳۱]

اور ایک دوسری روایت کے اندر ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا کلام بہتر ہے؟ فرمایا کہ «جسے اللہ نے اپنے فرشتوں اور اپنے بندوں کے لئے چن لیا ہے، وہ **سبحان الله وبحمده** ہے»۔ [مسلم/ الذكر والدعاء: ۲۷۳۱]

اور عبد اللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «جو مال خرچ (صدقہ) کرنے میں بخیل ہے اور رات کو مشقت اٹھانے (تہجد پڑھنے) میں سست ہے وہ «**سبحان الله وبحمده**» پڑھے»۔[صحيح الجامع: ۶۳۷۷]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «جس نے ایک دن میں سو بار سبحان اللہ وبحمدہ پڑھا تو اس کے سارے گناہ مٹادئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں»۔[بخاری ومسلم]

(ج) **سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر:**

(اللہ کی ذات پاک ہے، اور جملہ قسم کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ کے

علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے)

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ « جس رات مجھے معراج کرائی گئی میری ملاقات حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام سے ہوئی، انہوں نے کہا کہ « محمد ! اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہنا اور ان کو بتلانا کہ جنت کی مٹی پاک ہے، اس کا پانی شیریں ہے، وہ بغیر پودے کے چٹیل میدان کے مانند ہے، اور اس کے پودے **سبحا ن الله ولا اله الا الله والله اکبر** ہیں »۔ [ترمذی/ الدعوات: ۳۴۶۲ [(حسن)]

اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: « کہ میرا «**سبحا ن الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر**» پڑھنا، میرے نزدیک ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے » (یعنی دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے)۔ [مسلم/ الذکر والدعاء: ۲۶۹۵]

(ح) سبحان الله وبحمده عدد خلقه ورضٰی نفسه وزنة عرشه ومداد کلماته

(اللہ پاک ہے اور وہ مستحق حمد ہے اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اپنے نفس کی رضا کے برابر اور اپنے عرش کے وزن کے برابر)

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے پاس صبح سویرے نماز پڑھنے کے بعد تشریف لائے، وہ ابھی اپنی جائے نماز ہی میں

تھیں، پھر آپ چاشت کے وقت واپس ہوئے اور وہ اسی جگہ بیٹھی ہوئی تھیں، تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم کو میں نے جس حالت پر چھوڑا تھا تم اسی حالت میں بیٹھی ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، نبی ﷺ نے فرمایا کہ « تمہارے پاس سے روانہ ہونے کے بعد میں نے تین بار چار کلمات ایسے کہے ہیں کہ اگر یہ وزن کئے جائیں تو تمہارے ان اعمال پر بھاری ہوں گے، وہ ہیں۔ «**سبحان الله وبحمده عدد خلقه ورضى نفسه وزنة عرشه ومد اد كلماته**»۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے، **سبحا ن الله عدد خلقه، سبحان الله رضٰى نفسه سبحان الله زنة عرشه سبحان الله مداد كلماته** (اللہ پاک ہے اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر، اللہ پاک ہے اپنے نفس کی رضا کے برابر، اللہ پاک ہے اپنے عرش کے وزن کے برابر، اللہ پاک ہے اپنے کلمات کی روشنائی کے برابر۔)
[مسلم/ الذكر والدعاء :۲۷۲٦]

(خ) لا اله الا الله وحده، لا شريک له له الملک وله الحمد وهو على كل شيء قدير:

(اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے ہر قسم کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: « کہ جو صبح کے وقت «**لا اله الا الله وحده**

لا شریک له، له الملک وله الحمد وهو علی کل شيء قدیر » پڑھے، تو اس کو اولاد اسماعیل کی دس گردن آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، اس کے دس گناہ مٹائے جائیں گے اور اس کے دس درجات بلند کئے جائیں گے اور شام تک وہ شیطان سے محفوظ رہے گا، اور اگر شام کو یہ ذکر کرتا ہے تو یہی ثواب اور خصوصیت اسے صبح تک حاصل رہے گی »۔[ابن ماجه/ الدعوات: ۳۸۶۷ [(صحیح)]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: کہ جس نے ایک دن میں سوبار «**لا اله الا الله وحده لا شریک له، له الملک وله الحمد وهو علی کل شيء قدیر**» پڑھا، تو اسے دس گردن آزاد کرانے کے برابر ثواب ملے گا، اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس کے سو گناہ مٹائے جائیں گے، اور اس روز شام تک شیطان سے اس کی حفاظت کی جائے گی، اور اس سے بہتر عمل کسی کا نہیں ہو گا، سوائے اس شخص کے جو یہی عمل اس سے زیادہ کرلے »۔ [بخاری ومسلم]

(د) لاحول ولا قوة الا بالله:

(اللہ کی توفیق کے بغیر کسی میں فائدہ حاصل کرنے اور نقصان سے بچنے کی طاقت نہیں) حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ « اے عبد اللہ بن قیس! کیا میں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کی جانب

تمہاری رہنمائی نہ کردوں ؟ » میں نے کہا کہ کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: «**لا حول ولا قوة الا بالله**» پڑھا کرو »۔ [بخاری ومسلم]

(٦) کفارۂ مجلس:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس سے اس میں کچھ لغزشیں سرزد ہوئیں، مگر اس نے اس مجلس سے اٹھنے سے قبل «**سبحانک اللهم وبحمدک اشهد ان لا اله إلا انت استغفرک وأتوب إليک**» (اے اللہ تو پاک ہے اور تو ہی مستحق حمد ہے، میں شہادت دیتاہوں کہ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں، اور تجھ سے توبہ کرتا ہوں) پڑھا، تو اس مجلس میں سرزد ہونے والی اس کی ساری خطائیں بخش دی جاتی ہیں »۔ [نسائی/ الیوم واللیلة: ۳۹۷ [حسن]، ترمذی/ الدعوات: ۳۴۳۳]

(٧) خشیت الٰہی:

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِۦ جَنَّتَانِ ﴾

ترجمہ: اور اس شخص کے لئے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا دو جنتیں

ہیں۔ [الرحمن: ۴۶]

اور اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِۦ وَنَهَى ٱلنَّفْسَ عَنِ ٱلْهَوَىٰ ﴿٤٠﴾ فَإِنَّ ٱلْجَنَّةَ هِىَ ٱلْمَأْوَىٰ ﴾

ترجمہ: ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا تو اس کا ٹھکانہ جنت ہی ہے۔ [النازعات: ۴۰/۴۱]

اور مزید فرمایا: ﴿ إِنَّ ٱلْمُتَّقِينَ فِى جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴾

ترجمہ: پرہیز گار جنتی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ [الحجر: ۴۵]

اور خوف الہی بندہ کو اطاعت شعاری پر ابھارتی ہے اور محرمات سے بچاتی ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ أَمَّنْ هُوَ قَٰنِتٌ ءَانَآءَ ٱلَّيْلِ سَاجِدًا وَقَآئِمًا يَحْذَرُ ٱلْءَاخِرَةَ وَيَرْجُواْ رَحْمَةَ رَبِّهِۦ ﴾

ترجمہ: بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت (عبادت) میں گزارتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو۔ [الزمر: ۹]

اور اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ﴿٥٧﴾ وَٱلَّذِينَ هُم بِـَٔايَٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٨﴾ وَٱلَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿٥٩﴾ وَٱلَّذِينَ يُؤْتُونَ مَآ ءَاتَواْ وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَٰجِعُونَ ﴿٦٠﴾ أُوْلَٰٓئِكَ يُسَٰرِعُونَ فِى ٱلْخَيْرَٰتِ وَهُمْ لَهَا

سَٰبِقُونَ ﴿٦١﴾ ﴾

ترجمہ: یقیناً جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے ہیں، اور جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں، اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں، اور ان کے دل کپکپاتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں، یہی ہیں جو جلدی جلدی بھلائیاں حاصل کر رہے ہیں، اور یہی ہیں جو ان کی طرف دوڑ جانے والے ہیں۔ [المومنون: ۵۷تا۶۱]

اور علماء ہی اصل خشیت والے ہیں جو لوگوں میں اپنے پروردگار سے سب سے زیادہ ڈرنے والے ہیں، کیونکہ ان کو اللہ کی عظمت اور اس کی عظیم آیات اور نافرمانیوں کے تعلق سے اس کی سخت سزا کی جانکاری ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى ٱللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ ٱلْعُلَمَٰٓؤُا۟ ﴾

ترجمہ: اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔ [(فاطر: ۲۸]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث جس میں ان سات اشخاص کا ذکر ہے جن کو اللہ تعالی اس دن اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن کہ اس کے سایہ کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا وارد ہے کہ انہیں میں سے ایک وہ شخص بھی ہوگا جس کو کسی جاہ و جمال والی عورت نے (گناہ کی) دعوت دی تو اس نے کہا کہ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔ [بخاری ومسلم]

اور ایک دوسری حدیث کے اندر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: «کہ دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی، ایک آنکھ وہ ہے جس سے اللہ کی خشیت میں آنسو بہہ پڑے اور ایک دوسری آنکھ جس نے اللہ کے راستہ میں نگرانی کرتے ہوئے رات گزاری»۔[(حسن) ترمذی/ الجهاد: ۱۶۳۹]

(۸) بچہ کی وفات پر اجر کی نیت رکھنا:

الف: بیت الحمد (تعریفوں والا مکان)

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «جب کسی شخص کے بچہ کی وفات ہوتی ہے تو اللہ تعالی اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ «تم نے میرے بندہ کے بچہ کی روح قبض کرلی؟» وہ جواب دیتے ہیں کہ ہاں، پھر وہ (ان سے) پوچھتا ہے کہ «تم نے اس کے دل کے ٹکڑے کو توڑ ڈالا؟» وہ جواب دیتے ہیں کہ ہاں، پھر وہ پوچھتا ہے کہ «میرے بندہ نے کیا کہا؟» تو وہ جواب دیتے ہیں کہ تیری تعریف کی اور **اِنا لله وانا اليه راجعون** پڑھا، تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ «میرے بندہ کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کرو، اور اس کا نام بیت الحمد (تعریفوں والا گھر) رکھو»۔[(حسن)] ترمذی/ الجنائز: ۱۰۲۱]

ب: جس کے دو یا تین بچے اس کی زندگی ہی میں وفات پا جائیں:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ «اے اللہ کے رسول! مرد حضرات تو آپ کی باتوں کو سنتے ہیں آپ ہمارے لئے بھی اپنی طرف سے کوئی دن متعین کر دیں جس میں ہم آپ کے پاس آئیں اور ہمیں آپ وہ چیزیں بتلائیں جو باتیں اللہ تعالی نے آپ کو سکھائی ہیں»، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ «فلاں جگہ فلاں دن تم سب جمع ہو جاؤ»، پس وہ عورتیں (صحابیات) جمع ہوئیں، اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کے پاس آئے، اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کو اللہ کی بتائی ہوئی باتوں میں سے کچھ چیزیں سکھائیں، پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا «تم میں سے جس کسی عورت کے تین بچے اس سے پہلے انتقال کر گئے وہ بروز قیامت اس کے لئے دوزخ سے حجاب بنیں گے»، تو ان میں سے ایک عورت نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! اور دو بچے؟ راوی کہتے ہیں کہ اس عورت نے دوبار یہ جملہ دہرایا پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ «اور دو اور دو اور دو»۔ [صحیح بخاری/ الاعتصام بالکتاب والسنة: ۷۳۱۰]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ «جس کسی مسلمان کے تین بچے انتقال کر جاتے ہیں دوزخ کی آگ اسے جوتے کے تسمہ کے برابر ہی چھوئے گی»۔ [صحیح بخاری/ الایمان والنذر: ۶۶۵۶]

تحلۃ القسم اللہ تعالی کے اس قول کے اندر رہے:

﴿ وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴾

ترجمہ: یعنی تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے یہ تیرے پروردگار کے ذمہ قطعی فیصل شدہ امر ہے۔ [مریم:۷۱]

(۹) اطاعتِ رسول ﷺ:

اللہ کے رسول ﷺ ہمارے لئے اسوہ ہیں، آپ کی اطاعت وفرمان برداری میں خیر وفلاح ہے اور آپ کے احکام کی خلاف ورزی اور نافرمانی میں شر وفساد اور دنیوی واخروی خسارہ ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُواْ ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ ٱلْأَخِرَ وَذَكَرَ ٱللَّهَ كَثِيرًا ﴾

ترجمہ: «یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے، اور بکثرت اللہ تعالی کی یاد کرتا ہے»۔ [الاحزاب: ۲۱]

اور رسول کی اطاعت در اصل اللہ کی اطاعت ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ ﴾

ترجمہ: اس رسول (ﷺ) کی جو اطاعت کرے اسی نے اللہ تعالی کی فرمانبرداری کی۔ [النساء: ۸۰]

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت بہشت کے اندر بلند درجات حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ فَأُوْلَٰٓئِكَ مَعَ

ٱلَّذِينَ أَنۡعَمَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِم مِّنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ وَٱلصِّدِّيقِينَ وَٱلشُّهَدَآءِ وَٱلصَّٰلِحِينَۚ وَحَسُنَ أُوْلَٰٓئِكَ رَفِيقٗا ﴾

ترجمہ:اور جو بھی اللہ تعالی کی اور رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ تعالی نے انعام کیا ہے جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ بہترین رفیق ہیں۔ [النساء: ٦٩]

اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت اللہ تعالی کا اپنے بندوں سے محبت کرنے کا ایک ذریعہ اور گناہوں اور خطاؤں کے مٹانے کا ایک وسیلہ ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحۡبِبۡكُمُ ٱللَّهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡۚ وَٱللَّهُ غَفُورٞ رَّحِيمٞ ﴾

ترجمہ: « اے نبی! کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالی بڑا بخشنے والا مہربان ہے »۔ [آل عمران: ٣١]

اللہ تعالی نے ہمیں آپ ﷺ کے مامورات کی اطاعت اور منہیات سے اجتناب کا حکم دیا ہے جو آپ کے اقوال وافعال وتقاریر اور عادات واطوار سے ثابت ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمۡ عَنۡهُ فَٱنتَهُواْۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۖ ﴾

ترجمہ:رسول جو کچھ تمہیں دے دیں اسے لے لو اور جس سے روک دیں اس سے

باز آجاؤ اور اللہ کا تقوی اختیار کرو۔ [سورہ حشر: ۷]

اور کیونکر ایسا نہ ہو جب کہ آپ ﷺ باعث رحمت وہدایت ہیں اور آپ کی آمد در اصل انسانیت کو نجات دلانے اور حق کی طرف ان کی رہنمائی کے مقصد سے ہوئی ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴾

ترجمہ: تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری مغفرت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں، ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔ [التوبہ: ۱۲۸]

اور اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿ وَمَآ أَرْسَلْنَـٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَـٰلَمِينَ ﴾

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بناکر ہی بھیجا ہے۔ [الانبیاء: ۱۰۷]

اور اللہ سبحانہ کا قول ہے:

﴿ وَمَآ أَرْسَلْنَـٰكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴾

ترجمہ: ہم نے تو آپ کو خوشخبری اور ڈرانے والا (نبی) بناکر بھیجا ہے۔ [الفرقان: ۵۶]

(۱۰) اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے اوپر درود وسلام کی فضیلت:

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّۚ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ صَلُّواْ عَلَيْهِ وَسَلِّمُواْ تَسْلِيمًا ﴾

ترجمہ: اللہ تعالی اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہو۔ [الاحزاب: ۵۶]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ «جو شخص میرے اوپر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالی اس کے اوپر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے»۔ [مسلم/ الصلاۃ: ۴۰۸، ابو داؤد/ الصلاۃ: ۱۵۳۰، ترمذی/ الصلاۃ: ۴۸۵، نسائی/ السھو: ۱۲۹۶]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ «جو کوئی بندہ میرے اوپر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالی میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کے جواب دے دوں»۔[(حسن) ابو داود/ المناسک: ۲۰۴۱]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی ہے کہ اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میری قبر کو عید (خوشی کی جگہ) مت بنانا اور میرے اوپر درود بھیجتے رہنا اس

لئے کہ تمہارا درود مجھ تک پہونچتا ہے تم جہاں کہیں بھی رہو۔ [(صحیح)] ابو داود/ المناسک: ۲۰۴۲]

اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل آئے اور کہا کہ اے محمد! کیا آپ کے لئے یہ بات خوش کن نہیں کہ آپ کا پروردگار فرمارہاہے کہ آپ کی امت میں سے جو کوئی بھی آپ پر درود بھیجے گا میں اس کے اوپر دس رحمتیں نازل کروں گا اور آپ کا جو امتی آپ کے اوپر سلام بھیجے گا میں اس کے اوپر دس مرتبہ سلامتی نازل کروں گا، میں نے کہا کیوں نہیں اے میرے پروردگار!(یعنی اس فضیلت واعزاز پر میں خوش کیوں کر نہ ہوں گا) [(صحیح)] نسائی/ الاذان: ۶۷۸ومسند احمد]

اور نماز کے اندر بھی اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کے اوپر درود بھیجنا مشروع قرار دیاہے، حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بشر بن سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول !ہم آپ کے اوپر درود کیسے بھیجیں؟ آپ ﷺ خاموش رہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہو: «**اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم وبارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد**» (اے اللہ !محمد اور آل محمد پر اسی طرح رحمت بھیج جس طرح تونے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت بھیجی، یااللہ محمد اور آل محمد پر اسی طرح

برکت نازل فرما، جس طرح تونے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، تو یقیناً تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے) [صحیح مسلم/ الصلاۃ: ۴۰۷]

اے اللہ! تو ہمارے سردار محمد اور ان کی آل اور پاک صحابہ پر اور قیامت تک آنے والے ان کے متبعین پر مکمل طور پر سلامتی، رحمت اور انعامات کی بارش نازل فرما۔

(۱۱) کچھ دعائیں اور ان کے فضائل:

۱۔ سوتے وقت کی دعا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے تو اپنے بستر کو اپنی چادر کے اندرونی حصہ سے جھاڑ لے اس لئے کہ اسے پتہ نہیں ہے کہ اس کے اوپر اس کے پیچھے کیا ہوا ہے، پھر یہ دعا پڑھے:

«بِاسْمِکَ اللهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِي، وَبِکَ أَرْفَعُهُ ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا ، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِينَ»

ترجمہ: اے میرے رب! تیرے نام سے بستر پر لیٹتا ہوں اور تیرے نام سے اٹھوں گا اگر تونے میری جان (اپنے پاس) روک لی تو اس پر رحم فرمانا اور اگر واپس بھیج دی تو اس کی ویسے ہی حفاظت فرمانا جیسے تو نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔ [بخاری ومسلم]

اور آپ ﷺ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب تم اپنی خواب گاہ پر آنے کا ارادہ کرو تو اپنی نماز کے مانند وضو کرو پھر اپنے دائیں پہلو کے بل لیٹ جاؤ اور یہ دعا پڑھو:

«اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيکَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيکَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيکَ، رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيکَ، لاَ مَلْجَأَ وَلاَ مَنْجَا مِنْکَ إِلاَّ إِلَيْکَ، آمَنْتُ بِکَ الَّذِی أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّکَ الَّذِی أَرْسَلْتَ»۔

ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنے نفس کو تیرے تابع کر لیا اور اپنا کام تیرے حوالہ کر دیا اور اپنا رخ تیری طرف کر لیا تیری رحمت کی امید کرتے ہوئے اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے نہ کوئی جائے پناہ ہے اور نہ تجھ سے کوئی بھاگ کر جانے کی جگہ مگر تیری طرف، میں تیری نازل کردہ کتاب اور تیرے مبعوث کردہ رسول پر ایمان لایا (یہ دعا پڑھ کر سونے کے بعد) پھر اگر تیرا انتقال ہو گیا تو فطرت اسلام پر تیرا انتقال ہو گا، اور اس دعا کو اپنی دیگر دعاؤں کے آخر میں پڑھو اور اگر تم نے صبح کی تو اجر وثواب سے نوازے جاؤ گے۔ [بخاری ومسلم]

۲۔ رنج وغم دور کرنے اور قرض چکانے کی دعا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک قرض دار آپ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں اپنا قرضہ چکانے سے قاصر ہوں پس آپ میری مدد فرمائیں، آپ نے

فرمایا کہ کیا میں تم کو کچھ ایسے کلمات نہ سکھلا دوں جن کو اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے سکھایا ہے، اگر تمہارے اوپر ثبیر پہاڑ کے مانند قرض ہو تو اللہ تعالی تمہاری طرف سے اسے ادا کر دے گا، آپ نے فرمایا کہ کہو:

«اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلاَلِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ»

ترجمہ: اے اللہ مجھے اپنے حلال کے ساتھ اپنے حرام سے کافی ہو جا اور مجھے اپنے فضل سے اپنے علاوہ اوروں سے بے نیاز کر دے۔ [(حسن) ترمذی/ الدعوات: ۳۵۶۳]

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مَنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّينِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ»

ترجمہ: اے اللہ ! میں پناہ مانگتا ہوں فکر اور غم سے اور عاجزی اور سستی سے اور بخل و بزدلی سے اور قرض کے چڑھ جانے اور لوگو ں کے غالب آجانے سے ۔

[بخاری/ الدعوات: ۶۳۶۹، ترمذی/ الدعوات: ۳۴۸۴]

(۱۲) قرآن کی تلاوت:

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَأَنصِتُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴾

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھایا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو۔ [الاعراف: ۲۰۴]

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کی کتاب (قرآن) کا ایک حرف پڑھا تو اس کے لئے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس گنا تک ہوتا ہے، میں نہیں کہتا کہ «الم» ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام الگ حرف ہے اور میم علٰحدہ حرف ہے۔ [(صحیح)] ترمذی/ فضائل القرآن: ۲۹۱۴، حاکم]

اور تلاوت قرآن کرتے وقت ہمارے لئے مناسب ہے کہ ہم اسے ترتیل اور متانت کے ساتھ نیز اس کے معانی کے اوپر غور کرتے، اس کی پُر عبرت آیات کو سمجھتے اور اس کے احکام کو اپناتے ہوئے پڑھیں، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَرَتِّلِ ٱلْقُرْءَانَ تَرْتِيلًا ﴾

ترجمہ: اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر (صاف) پڑھا کر۔ [المزمل: ۴]

«رَتِّل» صیغۂ امر اور «تَرْتِيلاً» اسم مصدر دونوں ترتیل کے وجوب پر دلالت

کرتے ہیں اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب تم «**یآ أیها الذین آمنوا**» سنو تو اپنی توجہ پورے طور پر لگادو اس لئے کہ اس کے بعد یا تو کسی چیز کا تم کو حکم دیا جارہا ہوگا یا کسی چیز سے تمہیں منع کیا جارہا ہوگا، اور تلاوت قرآن خصوصا سورۂ بقرہ اور آل عمران کی فضیلت کے تعلق سے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ «قرآن پڑھو پس یہ بروز قیامت اپنے پڑھنے والوں کے حق میں سفارشی بن کر آئے گا، تم زہراوین یعنی سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھو پس یہ قیامت کے روز آئیں گی جیسے کہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے دفاع کر رہی ہوں گی، سورۂ بقرہ پڑھو پس اس کا پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا ترک کر دینا باعث حسرت وندامت ہے اور جادوگر اس کی طاقت نہیں رکھتے »۔
[مسلم/ صلاۃ المسافرین: ۸۰۴]

اور جمعہ کے روز سورۂ کہف کی تلاوت کے تعلق سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے روز سورہ کہف پڑھا تو اللہ تعالی اسے ایسی روشنی عنایت کرتا ہے جو دو جمعہ تک برقرار رہتی ہے۔[حاکم و بیہقی: ۵۷۹۲، علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے]

اور سورہ اخلاص پڑھنے کی فضیلت کے تعلق سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جس نے ﴿ قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ﴾ پڑھا تو اس نے ایک تہائی قرآن پڑھا۔[(صحیح) نسائی/ عمل الیوم واللیلة: ٦٨٦]

تلاوت قرآن کرنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں:

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کہ جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ تلاوت قرآن میں ماہر ہے وہ بزرگ و نیک سفیروں (فرشتوں) کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن اٹک اٹک پڑھتا ہے اور یہ اس کے اوپر گراں محسوس ہوتا ہے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے، ایک تلاوت قرآن کا اجر اور دوسرے مشقت کا اجر۔ [بخاری ومسلم]

اسی طرح ثواب اور گناہ کے اعتبار سے تلاوت قرآن کرنے والے تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) قرآن کی تلاوت میں ماہر جو اس کی کما حقہ تلاوت کرتا ہے اور تجوید و تلاوت کے احکام کی رعایت کرتا ہے تو اسے اجر دیا جائے گا۔

(۲) جو قرآن تو پڑھتا ہے مگر یہ اس کے اوپر گراں ہے، اس نے صحیح صحیح پڑھنا سیکھا اور احکام کو بھی جانا مگر عجمی اللسان ہونے یا بعض حروف کی ادائیگی دشوار ہونے کی وجہ سے وہ صحیح کیفیت کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا ہے تو اسے بھی اجر دیا جائے گا۔

(۳) جو تلاوت کے احکام سیکھنے میں توہین محسوس کرتا ہے اور اپنی رائے پر بضد رہتا ہے اور نصیحت و خیر خواہی کو قبول نہیں کرتا، قرآن کی صحیح قرأت نہیں سیکھتا ہے تو وہ گنہ گار قاری ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا «کہ قرآن کی تلاوت کرنے والے سے کہا جائے گا کہ ٹھیک اسی طرح پڑھتا جا اور چڑھتا جا جس طرح دنیا میں تو ترتیل کے ساتھ قرآن کی تلاوت کیا

کرتا تھا پس تیرا مقام اس آخری آیت پر ہے جہاں پر تیری تلاوت ختم ہوگی»۔

[(صحیح) ابو داؤد/ الصلاۃ: ۱۴۶۴، ترمذی/ فضائل القرآن: ۲۹۱۴]

تجوید کا سیکھنا واجب ہے:

جو اہل علم تجوید کو واجب قرار دیتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک شخص کو قرآن پڑھا رہے تھے تو اس شخص نے «**إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاء وَالْمَسَاكِينِ**» بغیر مد کے پڑھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا، پس اس نے سوال کیا کہ اے ابو عبد الرحمن آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آپ کو کیسے پڑھایا؟ تو فرمایا کہ ﴿لِلْفُقَرَآءِ وَٱلْمَسَٰكِينِ﴾ کو مد کے ساتھ پڑھ کر بتایا۔ [التوبہ:۶۰]

اسے سعید بن منصور نے اپنی سنن کے اندر روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

۱۳۔ قرآن کریم اور اس کی بعض سورتوں کو یاد کرنے کی فضیلت:

اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جس کے سینے میں قرآن کا کچھ بھی حصہ نہیں (اسے قرآن بالکل یاد نہیں) وہ ویران مکان کے مانند ہے۔ [(صحیح) ترمذی/ فضائل القرآن: ۲۹۱۳]

بعض سورتوں کے حفظ کے فضائل سے متعلق درج ذیل احادیث وارد ہیں:

سورۂ کہف کی ابتدائی آیات کو حفظ کرنے کی فضیلت سے متعلق اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «کہ جس نے سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کو یاد کیا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ ہوگیا»۔ [صحیح مسلم/ الصلاۃ: ۸۰۹، ابو داؤد/ الملاحم: ۴۳۲۳، ترمذی/ فضائل القرآن: ۲۸۸٦، نسائی/ عمل الیوم واللیلۃ: ۹۴۹]، اللہ تعالی ہم سب کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

اور سورۂ ملک کی فضیلت کے تعلق سے ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم کی ایک سورت جس کے اندر تیس آیتیں ہیں وہ اپنے پڑھنے والے کے حق میں شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اس کو بخش دیا جائے گا۔ [ابو داؤد/ الصلاۃ: ۱۴۰۰، ترمذی/ فضائل القرآن: ۲۸۹۱، ابن ماجہ/ ثواب القرآن: ۳۷۸٦، نسائی/ عمل الیوم واللیلہ: ۷۱۰]

اور سونے سے پہلے آیت الکرسی کی فضیلت کے تعلق سے وہ روایت ہے جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رمضان کی زکوۃ کی حفاظت کے تعلق سے بیان کرتے ہیں کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹنے کے لئے جاؤ تو پوری آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، (آیت الکرسی یہ ہے: ﴿ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْحَىُّ ٱلْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُۥ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَّهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۗ مَن ذَا ٱلَّذِى يَشْفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذْنِهِۦ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَىْءٍ مِّنْ عِلْمِهِۦٓ إِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ

كُرْسِيُّهُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ ۖ وَلَا يَـُٔودُهُۥ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ ٱلْعَلِىُّ ٱلْعَظِيمُ ﴿٢٥٥﴾ ﴾

ترجمہ: اللہ تعالی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین و آسمان کی تمام چیزیں ہیں، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے؟ وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے، اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے، اور وہ (اللہ تعالیٰ) ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے، وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے) تو اللہ کی طرف سے ایک حفاظت کرنے والا ہمیشہ تمہاری حفاظت کرے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہ آئے گا۔ [بخاری/ فضائل القرآن: ۵۰۱۰]

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کہ جس نے کسی رات سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو پڑھا تو وہ اس کے حق میں کافی ہوں گی، وہ آیات یہ ہیں:

﴿ ءَامَنَ ٱلرَّسُولُ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِۦ وَٱلْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِۦ ۚ وَقَالُوا۟ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ ٱلْمَصِيرُ ﴿٢٨٥﴾ لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا ٱكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِن نَّسِينَآ أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِنَا ۚ

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦ ۖ وَٱعْفُ عَنَّا وَٱغْفِرْ لَنَا وَٱرْحَمْنَآ ۚ أَنتَ مَوْلَىٰنَا فَٱنصُرْنَا عَلَى ٱلْقَوْمِ ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿٢٨٦﴾

ترجمہ: رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے، انھوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے، اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لئے اور جو برائی وہ کرے وہ اس پر ہے، اے ہمارے رب! اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا، اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہم سے درگذر فرما! اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر! تو ہی ہمارا مالک ہے، ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔[البقرہ: ۲۸۵-۲۸۶]

دوسرا باب

ایسے اعمال جن کا فائدہ دنیا و آخرت دونوں جہان میں ان کے بجالانے والے کے ساتھ دوسروں کو بھی ملتا ہے

صدقات وخیرات

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ إِنَّ ٱلْمُصَّدِّقِينَ وَٱلْمُصَّدِّقَـٰتِ وَأَقْرَضُواْ ٱللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَـٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴾

ترجمہ: بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور جو اللہ کو خلوص کے ساتھ قرض دے رہے ہیں، ان کے لئے یہ بڑھایا جائے گا اور ان کے لئے پسندیدہ اجروثواب ہے۔ [الحدید:۱۸]

اور صدقہ دلیل ہے جیسا کہ حدیث شریف کے اندر وارد ہے۔ ([صحیح] ترمذی/ دعوات: ۳۵۱۷)

پس یہ بندہ کے بخل وکنجوسی سے پاک ہونے اور اللہ کے اس وعدہ پر بندہ کے اعتماد کرنے کی دلیل ہے کہ وہ خرچ کرنے والے کو نعم البدل عنایت کرتا ہے اور قیامت کے روز اس کا بھرپور بدلہ دے گا، نیز صدقہ بروز قیامت بندہ کو دوزخ کے آگ سے بچائے گا جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا «دوزخ کی آگ سے بچو گرچہ کھجور کی ایک گٹھلی ہی خرچ کرکے»۔ [بخاری ومسلم]

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «جس نے حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا اور اللہ پاکیزہ چیز ہی

قبول فرماتا ہے تو اسے اللہ تعالی اپنے داہنے ہاتھ سے قبول فرماتا ہے اور خرچ کرنے والے کے حق میں اسے بڑھاتا رہتا ہے جس طرح کہ تم میں کا کوئی اپنے بچھڑے کو بڑا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ مانند پہاڑ ہو جاتا ہے »۔ [بخاری ومسلم]

اور بندہ بروز قیامت فیصلہ سنائے جانے تک اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا جیسا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ہر شخص اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا یہاں تک کہ لوگوں کے بیچ فیصلہ کر دیا جائے۔ [مسلم، مسند احمد: ۱۷۳۷۱]

اور ایسے ہی مخلص صاحب خیر ان سات لوگوں کی معیت میں رحمن کے عرش کے سایہ تلے ہوگا جن کو اللہ تعالی اس دن اپنا سایہ نصیب کرے گا جس دن کہ اس کے سایہ کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ « اور ایک وہ شخص جس نے کوئی صدقہ کیا اور اسے چھپایا یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا »۔ [بخاری ومسلم]

اور صدقہ سے مصیبت زدہ کی مصیبت دور ہوتی ہے، غم زدہ کی مدد کی جاتی ہے، تنگ دست کی اعانت کی جاتی ہے، مانگنے والے کو دیا جاتا ہے اور تنگدست فقیر پر شفقت ہوتی ہے اور بیواؤں اور یتیموں وغیرہ پر اسے صرف کیا جاتا ہے۔

اور صدقہ کی عظیم فضیلت کی بنا پر ہی اس کے کرنے والے کے لئے اجر عظیم ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿مَّثَلُ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمۡوَٰلَهُمۡ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنۢبَتَتۡ

سَبۡعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنۢبُلَةٖ مِّاْئَةُ حَبَّةٖۗ وَٱللَّهُ يُضَٰعِفُ لِمَن يَشَآءُۗ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦١﴾

ترجمہ: جو لوگ اپنا مال اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس دانہ جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔ [البقرۃ: ۲۶۱]

پس (اجر کا) سب سے کم تر درجہ دس سے لے کر سات سو گنا تک ہے اور اللہ تعالی اپنے جود وسخا کے طفیل جس کے حق میں چاہے کئی گنا تک بڑھاتا رہتا ہے۔

اور صدقہ کرنے والے کے حق میں فرشتے دعائیں کرتے ہیں جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «ہر صبح کو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک دعا کرتا ہے کہ اے اللہ خرچ (صدقہ) کرنے والے کو اچھا بدلہ دے اور دوسرا بددعا دیتا ہے کہ روکنے والے (صدقہ نہ کرنے والے) کو برباد کر دے»۔ [بخاری ومسلم]

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ صدقہ کرنے سے مال کے اندر کمی نہیں ہوتی۔ [بخاری ومسلم]

اور صدقہ صرف مال سے ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کا مفہوم اس سے کہیں زیادہ عام اور دیگر اشیاء کو شامل ہے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ «کوئی مسلمان اگر کوئی پودا لگاتا ہے یا کوئی کھیتی اگاتا ہے اور اس سے پرندے یا انسان یا جانور کھا جاتے ہیں تو یہ اس کے حق میں صدقہ ہوتا ہے۔ [بخاری، مسلم، ترمذی

الاحکام: ۱۳۸۲]

اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں (صحابہ) نے نبی ﷺ سے کہا کہ اہل ثروت ثواب میں آگے بڑھ گئے، وہ ہماری جیسی نمازیں پڑھتے ہیں اور ہمارے جیسے روزے رکھتے ہیں اور اپنے زائد مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ «کیا اللہ نے تمہارے لئے وہ چیز نہیں رکھیں جس کے ذریعہ تم صدقہ کرو، بے شک ہر تسبیح (**سبحان الله** کہنا) صدقہ ہے اور ہر تحمید (**الحمد لله** کہنا) صدقہ ہے اور ہر تہلیل (**لا إله إلا الله** کہنا) صدقہ ہے اور بھلائی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے، اور تم میں سے ہر کسی کا اپنی بیوی سے ہم بستر ہونا صدقہ ہے»، صحابہ نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر ایک شخص اپنی شہوت پوری کرنے کے لئے جاتا ہے تو اس کے اندر بھی اس کو اجر ملتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا «تم لوگوں کا کیا خیال ہے اگر وہ اپنی خواہش حرام جگہ میں پوری کرتا تو اس کو اس کے اندر گناہ نہیں ملتا؟ ٹھیک اسی طرح اگر وہ اپنی خواہش حلال جگہ پوری کرتا ہے تو اس پر اجر ہے»۔ [صحیح مسلم/ المساجد: ۵۹۵]

اور حضرت سعید بن ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ «ہر مسلمان کے اوپر صدقہ ہے»، صحابہ نے عرض کیا کہ اگر کسی کے پاس طاقت نہ ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ «اپنے ہاتھ سے کام کرے اور صدقہ کرے»، انہوں نے سوال کیا اگر پھر بھی وسعت

نہ ہو؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ «مصیبت زدہ ضرورت مند آدمی کی مدد کرے»، لوگوں نے سوال کیا کہ اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ «تو وہ نیک کام کرے اور برائی سے رک جائے اس کا صدقہ یہی ہے»۔ [بخاری و مسلم]

(۲) کھانا کھلانے اور روزہ دار کو افطاری کرانے کی فضیلت:

کھانا کھلانا (مہمان نوازی) اللہ کے نیک اور پرہیزگار بندوں کی خوبی ہے، جیسا کہ اللہ کی کتاب کے اندر آیا ہوا ہے ﴿ وَيُطْعِمُونَ ٱلطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ﴾

ترجمہ: اور اللہ تعالی کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین یتیموں اور قیدیوں کو۔ [الانسان: ۸]

اور یہ دخول جنت کا ایک ذریعہ ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مدینہ تشریف لائے تو لوگ آپ کے اوپر امڈ پڑے اور میں بھی انھیں میں سے تھا، چنانچہ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے رخ انور کو میں نے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں، میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سب سے پہلی بات جو آپ کو فرماتے ہوئے سنی وہ یہ تھی کہ «سلام کو پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ (مہمان نوازی کرو) اور صلہ رحمی کرو اور رات میں نماز (تہجد) پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں جنت کے اندر سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے»۔ [(صحیح) ترمذی/ ا لزھد: ۲۴۸۵،

الصلاۃ: ۱۳۳۴، مسند احمد: ۲۴۱۹۳]

اور ہمارے اس زمانہ میں روزہ داروں کو افطار کرانے کے مشاریع میں واضح طور سے کھانا کھلانے کی اہمیت نمایاں نظر آتی ہے۔

روزہ دار کو افطار کرانے کی فضیلت:

جب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے اوپر رحم دل ٹھہرے کہ باہم ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں تو مسلمان کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے روزہ دار بھائیوں پر نظر رکھے کہ کیاان کے پاس افطاری کی اشیاء موجود ہیں یا نہیں ؟ اور ہم عصر حاضر میں غریب ممالک کے اندر رہنے والے اپنے مسلمان بھائیوں کی ایک بڑی ایسی تعداد پاتے ہیں کہ ان کے پاس افطار کرنے کے لئے کوئی چیز نہیں، اپنے انہیں بھائیوں کی امداد کے لئے اسلامی تنظیموں اور جمعیتوں نے روزہ افطار کرنے کے مشاریع قائم کئے ،اور اسی غرض کے لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنے صحابہ اور مسلمانوں کو اس عظیم عمل پر ابھارتے تھے۔

اس عمل کا استحباب آپ ﷺ کے اس قول سے بھی ثابت ہے کہ « جس نے کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرایا تو اس کے لئے روزہ دار کے اجر کے برابر ثواب ہے بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب کے اندر کچھ کمی واقع ہو »۔ [(صحیح) ترمذی/ الصوم: ۳۳۳۲، ابن ماجہ/ الصوم: ۱۷۴۶]

اورروزہ افطار کی یہ فضیلت مطلق طور پر فرض اور نفل ہر روزہ کو حاصل ہے، اسی

طرح یہ فضیلت پانی پلا کر افطار کرانے یا کھجور سے افطار کرانے یا لذیذ ماکولات سے روزہ افطار کرانے والے ہر ایک کو حاصل ہے۔

اور روزہ افطار کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ دعوت دینے والے کے حق میں دعا کرے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کسی صحابی کے یہاں روزہ افطار کیا تو یہ دعا پڑھی: «أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيكُمُ الْمَلاَئِكَةُ» [صحيح ابن ماجه/ الصيام: ١٧٤٧]

نیک والدین:

در اصل والدین کی صالحیت ان کی اولاد کی صالحیت کا اہم سبب ہے اس لئے کہ انہیں دونوں سے بچے اوصاف ستودہ اور حسن اخلاق اور عمدہ عادات وخصائل سیکھتے ہیں، بچوں کی دنیوی اور اخروی سعادت میں والدین کا اہم رول ہے، پس اگر باپ اطاعت الٰہی پر ان کی پرورش کرتا ہے تو یہ دنیا و آخرت دونوں میں سرخرو ہوں گے اور اگر ان کی پرورش اللہ کی نافرمانی اور کفر پر کرتا ہے تو دنیا اور آخرت دونوں میں ان کے لئے بد بختی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا «ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے پس اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں»۔ [بخاري ومسلم]

اور اسی طرح والدین کی صالحیت اور نیکی کا فائدہ ان کی اولاد کو بایں طور بھی ہوتا ہے کہ یہ دونوں جنت کے اندر ان کے بلندئ درجات اور رفع مراتب کا سبب بنتے ہیں، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَٱتَّبَعَتۡهُمۡ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَٰنٍ أَلۡحَقۡنَا بِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَمَآ أَلَتۡنَٰهُم مِّنۡ عَمَلِهِم مِّن شَيۡءٖۚ كُلُّ ٱمۡرِيِٕۭ بِمَا كَسَبَ رَهِينٞ ﴾

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد کو ان تک پہونچائیں گے اور ان کے عمل سے ہم کچھ کم نہ کریں گے ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا گروی ہے۔ [الطور: ۲۱]

اسی طرح والدین کی صالحیت کا فائدہ اولاد کو دنیا میں بھی حاصل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے سورۂ کہف کے اندر ان یتیموں کے تعلق سے ذکر کیا ہے جن کے لئے اللہ تعالی نے خضر کو مقرر کیا تھا کہ وہ ان دونوں کی گرنے والی دیوار کی مرمت کر دیں تاکہ ان یتیموں کے والدین کے تقویٰ کے سبب ان کے خزانوں کی حفاظت ہو سکے، اور ایک روایت کے اندر ہے کہ وہ ان دونوں یتیموں کے ساتویں پشت پر دادا تھے، اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا:

﴿ وَأَمَّا ٱلۡجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَٰمَيۡنِ يَتِيمَيۡنِ فِي ٱلۡمَدِينَةِ وَكَانَ تَحۡتَهُۥ كَنزٞ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَٰلِحٗا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَن يَبۡلُغَآ أَشُدَّهُمَا وَيَسۡتَخۡرِجَا كَنزَهُمَا رَحۡمَةٗ مِّن رَّبِّكَۚ وَمَا فَعَلۡتُهُۥ عَنۡ أَمۡرِيۚ ذَٰلِكَ تَأۡوِيلُ مَا لَمۡ تَسۡطِع عَّلَيۡهِ

صَبْرًا ﴾

ترجمہ: دیوار کا قصہ یہ ہے کہ اس شہر میں دو یتیم بچے ہیں جن کا خزانہ ان کی اس دیوار کی نیچے دفن ہے، ان کا باپ بڑا نیک شخص تھا تو تیرے رب کی چاہت تھی کہ یہ دونوں یتیم اپنی جوانی کی عمر میں آکر اپنا یہ خزانہ تیرے رب کی مہربانی اور رحمت سے نکال لیں، میں نے اپنی رائے سے کوئی کام نہیں کیا، یہ تھی اصل حقیقت ان واقعات کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ [الکھف : ۸۲]

اس لئے اے میرے بھائی! آپ اپنی اور اپنی رفیقۂ حیات کی صالحیت کی فکر کریں تاکہ آپ کے خاندان اور بال بچوں کی اصلاح ہو سکے اور دنیا اور آخرت میں آپ سب کے لئے عافیت لکھی جائے۔

۳۔ وہ اعمال جن کی نیکیاں آدمی کو مرنے کے بعد بھی ملتی رہتی ہیں:

(۱) **نیک اولاد :**

انسان کے اوپر اللہ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اسے پرہیز گار نیک اولاد عنایت کرے جو اس کے رب کی اطاعت میں اس کے لئے معاون ہو اور نیکی اور احسان میں اس کی اتباع کرے اور جنت میں اس کے درجات کی بلندی کا ذریعہ ہو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ « اللہ تعالی نیک بندہ کا درجہ جنت میں بلند کرتا رہتا ہے، وہ بندہ کہتا ہے کہ اے

میرے رب یہ رتبہ کہاں سے مجھے ملا؟ پس اللہ فرماتا ہے کہ تیری اولاد کا تیرے حق میں دعاو استغفار کرنے کی وجہ سے »۔ [مسند احمد: ۱۰۶۱۸]

اور اللہ تعالے نے اپنی کتاب کے اندر مومنوں کے سلسلہ میں فرمایا کہ یہ خود جنت میں جائیں گے اور ان کے ساتھ ان کے صالح آباء و اجداد اور اولاد و احفاد اور بیویوں کو بھی جنت میں داخلہ کا پروانہ ملے گا، ارشاد باری ہے:

﴿ جَنَّٰتُ عَدۡنٖ يَدۡخُلُونَهَا وَمَن صَلَحَ مِنۡ ءَابَآئِهِمۡ وَأَزۡوَٰجِهِمۡ وَذُرِّيَّٰتِهِمۡۖ وَٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ يَدۡخُلُونَ عَلَيۡهِم مِّن كُلِّ بَابٖ ۝٢٣ ﴾

ترجمہ: ہمیشہ رہنے کے باغات جہاں یہ خود جائیں گے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولادوں میں سے بھی جو نیکوکار ہوں گے، ان کے پاس فرشتے ہر ہر دروازے سے آئیں گے۔ [الرعد: ۲۳]

اور فرشتے مومنوں کے لئے ایک دعا یہ کریں گے کہ نیک والدین کو ان کی مومن اولاد سے ملادے، اللہ تعالی نے ان کی زبان میں فرمایا:

﴿ فَٱغۡفِرۡ لِلَّذِينَ تَابُواْ وَٱتَّبَعُواْ سَبِيلَكَ وَقِهِمۡ عَذَابَ ٱلۡجَحِيمِ ۝٧ رَبَّنَا وَأَدۡخِلۡهُمۡ جَنَّٰتِ عَدۡنٍ ٱلَّتِي وَعَدتَّهُمۡ وَمَن صَلَحَ مِنۡ ءَابَآئِهِمۡ وَأَزۡوَٰجِهِمۡ وَذُرِّيَّٰتِهِمۡۚ إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ ۝٨ ﴾

ترجمہ: تو انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انہیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچالے، اے ہمارے رب! تو انہیں ہمیشگی والی جنتوں میں لے

جا جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد میں سے (بھی) ان (سب) کو جو نیک ہیں، یقیناً تو غالب وباحکمت ہے۔ [الغافر: ۸]

اور اسی طرح ہمارے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وفات کے بعد جن اعمال کے اجر کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا ان میں سے نیک اولاد کی دعا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین چیزوں کے سوا اس کے سارے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے صدقۂ جاریہ یا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا نیک بچہ جو اس کے لئے دعا کرے»۔
[صحیح مسلم/ الوصایا: ۱۶۳۱، ۲۸۸۰، ترمذی/ الاحکام: ۱۳۷۶، نسائی/ الوصایا: ۳۶۵۱]

(ب) نفع بخش علم:

علم اور اس کی نشر و اشاعت اور سیکھنے سکھانے کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ گمراہ شخص ہدایت یاب اور غافل شخص خواب غفلت سے بیدار ہوتا ہے نیز اس سے مجتہد کے اجتہاد میں اضافہ ہوتا ہے اور جہالت کی تاریکیوں میں بھٹکنے والا جاہل اس کی روشنی سے مستنیر ہوتا ہے، یہ نبیوں کی میراث ہے جیسا کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ «جس نے علم دین کی تلاش میں کوئی راستہ طے کیا تو اللہ تعالی اس کے لئے جنت کے راستہ کو آسان کر دیتا ہے اور فرشتے اپنے پروں کو طالب علم کے لئے اس کے عمل سے خوش ہو کر بچھا دیتے ہیں، اور عالم کے لئے ہر چیز یہاں تک کہ مچھلیاں

پانی کے اندر دعائے مغفرت کرتی ہیں، اور عالم کی فضیلت عابد کے اوپر ایسے ہی ہے جیسے چاند کی فضیلت تمام ستاروں کے اوپر ہے اور علماء نبیوں کے وارث ہیں اور نبیوں کو درہم و دینار کا وارث نہیں بنایا گیا انہوں نے علم کا وارث بنایا ہے پس جس نے اسے پالیا اس نے ایک بڑے حصہ کو پالیا»۔ ([صحیح] ابو داؤد: ۳۶۴۱، ابن ماجه/ فضل العلماء، الحث علی طلب العلم: ۲۲۳، ابن حبا ن)

اور یہاں پر علم سے مراد شرعی علم ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا «اللہ تعالیٰ اس آدمی کو تر و تازہ رکھے جس نے ہم سے کسی چیز کو سنا پس اسے اسی طرح (دوسروں تک) پہونچایا جس طرح کہ اس کو سنا، پس بہت سارے وہ لوگ جن تک علم پہونچایا گیا ہے وہ سننے والوں سے زیادہ حفاظت کرنے والے ہیں»۔ ([صحیح] ترمذی/ العلم: ۲۶۵۷، ابن ماجه/ السنة: ۲۳۲)

اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا «اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا اردہ کرتا ہے اسے دین کے اندر سمجھ عطا فرمادیتا ہے»۔ [بخاری ومسلم]

اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک علماء کا مقام بڑا بلند ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴾

ترجمہ: بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں۔ [الزمر: ۹]

اور اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾

ترجمہ: اللہ تم میں ان کے درجات کو بلند کرتا ہے جو ایمان لائے اور جن کو علم دیا گیا۔ [الزمر: ۱۱]

اور علم کی نشر واشاعت کے ذرائع میں سے کتابیں، ہینڈ بل، پمفلٹ، کیسٹیں، انٹر نیٹ، علمی مجلسیں، ٹیلی ویژن، فضائی چینیلز، اخبارات ومجلات اور اسلامی مدارس ومعاہد کی تعمیر وغیرہ ہیں، اور ان وسائل وذرائع میں سے ہر ایک کا اجر وثواب اس میں حصہ لینے کے بقدر رہے، خواہ یہ تحریر کے ذریعہ ہو یا نشر واشاعت اور توزیع وتقسیم کے ذریعہ یا اس کے اخراجات اور مصارف برداشت کرکے، اور نفع بخش علم کی مثالوں میں سے قرآن اور اس کے علوم کو سیکھنا، سنت وحدیث اور فقہ وعبادات کے علوم کو سیکھنا اور اسی طرح معاون علوم کا سیکھنا جیسے عربی زبان میں نحو وغیرہ اور دوسرے ایسے علم کا سیکھنا جو مسلمانوں کے دین اور دنیا کے لئے مفید ہو، یقیناً علم شرعی کے سیکھنے اور سکھانے کی بڑی تاکید آئی ہوئی ہے۔

(ت) صدقۂ جاریہ:

صدقۂ جاریہ سے مراد وہ صدقہ ہے جس سے لوگ بار بار مستفیض ومستفید ہوں، اس بناپر اس کا اجر وثواب بار بار ملتا رہتا ہے اور اس صدقہ کے باقی رہنے تک اس کا اجر برقرار رہتا ہے۔

اور صدقہ جاریہ کی مثالیں عصر حاضر میں متعدد اور بکثرت ہیں، الحمد للہ، جیسے

مسجدوں کی تعمیر، کنویں کھدوانا، درخت لگانا، اوقاف نیز غریب ممالک کے اندر صنعتی اور پیشہ ورانہ تعلیم وتربیت کے لئے اداروں کا قیام، اور آخر الذکر دو قسمیں صدقہ کی افضل ترین اقسام میں سے ہیں اس لئے کہ ان سے بہت سارے ضرورت مند فائدہ اٹھاتے ہیں اور صدقہ کے تمام اقسام کی فضیلت ہے جیسا کہ بات گذر چکی ہے۔

مساجد کی تعمیر:

لائق مبارکباد ہیں وہ اصحاب خیر جو مسجد کی تعمیر کا جذبۂ صادق رکھتے ہیں، درحقیقت یہ ایک بڑی اور اہم چیز ہے جس پر انھوں نے توجہ دی ہے، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: «جس نے اللہ کے لئے کوئی مسجد بنائی تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کرتا ہے»۔ ([صحیح] ابن ماجه/ الصلاة: ۷۳۸، ابن خزیمه: ۱۲۹۲ مسند احمد: ۲۱۵۷)

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ «جس نے اللہ کے لئے کوئی مسجد بنائی (بکیر فرماتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ اس سے اس کا مقصد اللہ کی خوشنودی طلب کرنا ہو) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کرتا ہے»۔ [بخاری ومسلم]

اور ابن عیسی اپنی روایت کے اندر کہتے ہیں کہ «اس مسجد کے مثل جنت میں ایک گھر کی تعمیر فرماتا ہے»۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی تعمیر کرنے والوں کی مدح کی ہے اور ان کو ایمان سے

متصف کیا ہے بایں طور کہ اس نے فرمایا: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَٰجِدَ ٱللَّهِ مَنْ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْأَخِرِ﴾

ترجمہ: اللہ کی مسجدوں کی رونق وآبادی تو ان کے حصے میں ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں۔ [التوبہ: ۱۸]

اور اس کی آبادکاری کے دو طریقے ہیں (اللہ ہی بہتر جانتا ہے) ان میں سب سے پہلا طریقہ اس کی مادی تعمیر اور اصلاح ومرمت ہے۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان کے اندر نمازیں قائم کی جائیں، ان کی صفائی پر توجہ دی جائے، ان کے اوپر خرچ کیا جائے اور ذکر اور تلاوت قرآن کے حلقات کے ذریعہ انھیں آباد کیا جائے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿فِى بُيُوتٍ أَذِنَ ٱللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا ٱسْمُهُۥ يُسَبِّحُ لَهُۥ فِيهَا بِٱلْغُدُوِّ وَٱلْأَصَالِ ﴿٣٦﴾ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَٰرَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ ٱللَّهِ﴾

ترجمہ: ان گھروں میں جن کے ادب واحترام کا اور اللہ تعالیٰ کا نام وہاں لئے جانے کا حکم ہے، وہاں صبح وشام اللہ تعالی کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی۔ [النور:۳۶، ۳۷]

(۴) مسلمان بھائیوں سے ملاقات کے وقت مسکرانا:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا «اور بھلائی یہ بھی ہے کہ تم اپنے بھائی سے خندہ روئی کے ساتھ ملاقات کرو اور اپنے ڈول کے پانی کو اپنے بھائی کے برتن میں ڈال دو» (اپنے بھائی کی مدد کرو)۔ [(صحیح) ترمذی / البر والصلة: ۱۹۷۰]

اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا «تمہارا اپنے بھائی کے روبہ رو مسکرانا صدقہ ہے»۔ ([حسن] ترمذی/ البر والصلة: ۱۹۵۶)

اور تبسم اس بات کا اظہار ہے کہ آپ اپنے بھائی سے الفت و محبت رکھتے ہیں اور آپ کی وجہ سے اس کا سینہ کشادہ ہو جاتا ہے اور اس کا دل آپ کے تعلق سے مطمئن ہو جاتا ہے، اس لئے ہمیں ہمیشہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنا چاہئے اور ہمیں ایسے متحد ہو کر رہنا چاہئے جس طرح ایک جسم سے اس کا دل، تب ہم حقیقی معنوں میں اس طرح قرار پائیں گے جس طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا وصف بیان کیا ہے کہ «مومنوں کی مثال ان کی آپسی محبت اور رحم و شفقت کے اندر اس عمارت کے مانند ہے جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوطی عطا کرتی ہے اگر اس کے کسی بھی عضو کو تکلیف پہونچتی ہے تو سارے اعضاء بخار زدہ ہو جاتے ہیں»۔ [بخاری ومسلم]

پس اس طرح آپ صدقہ کا اجر وثواب اور آپ کا اپنے بھائیوں سے محبت کرنے کا اجر دونوں ہی پاسکتے ہیں۔

۵۔ ہدیہ دینا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا «اگر مجھے (بکری کے) دست یا پیر کی دعوت دی جائے تو میں قبول کروں گا اور اگر مجھے (بکری کے) دست یا پیر کا ہدیہ دیا جائے تو میں قبول کروں گا»۔ [صحیح بخاری/ الهبة: ۲۵۶۸، نسائی/ الولیمة: ٦٦٠٩]

پس ہدیہ قبول فرمانا اور بلا کسی (شرعی) سبب کے ہدیہ نہ لوٹانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، جیسا کہ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نیل گائے ہدیہ میں دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسے لوٹا دیا پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے چہرہ پر غم کا اثر دیکھا تو فرمایا ہم نے آپ کو واپس اس لئے کیا ہے کہ ہم حالت احرام میں ہیں۔ [صحیح مسلم/ الحج: ۱۱۹۳، مسند احمد: ۳۴۱۷]

اور کہاوت ہے کہ آپس میں ایک دوسری کو ہدیہ پیش کرو تم آپس میں محبت کرنے لگو گے، اور ہدیہ سے آپ کے بھائی کا دل آپ سے جڑ جاتا ہے اور اس کی محبت کھنچ کے چلی آتی ہے اور اس کے دل کا کینہ جاتا رہتا ہے، ہدیہ بھائیوں اور پڑوسیوں اور دوستوں کو دینا چاہئے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے کہا کہ اے

اللہ کے رسول میرے دو پڑوسی ہیں تو میں کس کو تحفہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا «ان میں سے جس کا دروازہ تمہارے دروازہ سے زیادہ قریب ہو»۔ [صحیح بخاری/ الھبة: ۲۲۹۵]

(٦) مسلمان کے اپنے بھائی کے اوپر حقوق:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان کے اپنے مسلمان بھائی کے اوپر پانچ حقوق ہیں، سلام کا جواب دینا، بیماری میں عیادت کرنا، اس کے جنازہ کے پیچھے چلنا، چھینک کا جواب دینا اور دعوت قبول کرنا۔ [صحیح بخاری/ الجنائز: ۱۲۴۰]

اور صحیح مسلم کی ایک روایت کے اندر ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان کے اوپر چھ حقوق ہیں، جب تم اس سے ملاقات کرو تو اس سے سلام کرو، جب وہ تمھیں دعوت دے تو قبول کرو، جب وہ تمھاری خیر خواہی کا محتاج ہو تو اس کے ساتھ خیر خواہی کرو، جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو چھینک کا جواب دو (یرحمک اللہ کہو)، جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی مزاج پرسی کرو اور جب وہ انتقال کر جائے تو اس کے جنازہ کے پیچھے چلو۔

الف۔ سلام کا جواب دینا:

سلام اللہ کے اسمائے حسنی میں سے ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِي لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْمَلِكُ ٱلْقُدُّوسُ ٱلسَّلَٰمُ ٱلْمُؤْمِنُ ٱلْمُهَيْمِنُ ٱلْعَزِيزُ ٱلْجَبَّارُ ٱلْمُتَكَبِّرُ ﴾

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان، غالب زور آور، اور بڑائی والا۔ [الحشر: ۲۳]

اور یہ مسلمانوں کے درمیان محبت پھیلانے اور دخول جنت کا ذریعہ ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا «قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم جنت میں داخل نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ ایمان لے آؤ اور ایمان والے نہیں بن سکتے یہاں تک کہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو، کیا میں تم کو ایک ایسی چیز نہ بتلادوں کہ جب تم اسے کرنے لگوگے تو باہم محبت کرنے لگ جاؤ گے، اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ»۔ [صحیح مسلم/ الایمان: ۵۴، ترمذی/ الدعوات: ۳۶۰۲، ابن ماجہ/ الزهد: ۴۳۰۷]

اور سلام جنتیوں کی مبارکبادی ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُۥ سَلَٰمٌ ﴾

ترجمہ: جس دن یہ (اللہ سے) ملاقات کریں گے ان کا تحفہ سلام ہوگا۔[الاحزاب: ۴۴]

اور فرشتے جنت کے دروازوں کے پاس سلام کے ذریعہ مومنوں کا استقبال کریں گے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَسِيقَ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوْا۟ رَبَّهُمْ إِلَى ٱلْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُوهَا

وَفُتِحَتْ أَبْوَٰبُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَٱدْخُلُوهَا خَٰلِدِينَ ﴿٧٣﴾

ترجمہ: اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کے گروہ جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آجائیں گے اور دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے کہیں گے تم پر سلام ہو، تم خوش حال رہو تم اس میں ہمیشہ کے لئے چلے جاؤ۔ [الزمر: ۷۳]

اور اللہ تعالی نے فرشتوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ جنت میں اہل ایمان کے پاس جاتے ہوئے سلام کریں گے:

﴿وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلَٰمٌ عَلَيْكُم﴾

ترجمہ: ان کے پاس فرشتے ہر ہر دروازے سے آئیں گے، کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو۔ [الرعد: ۲۳/۲۴]

اور سلام کا جواب دینے کے سلسلہ میں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جیسا سلام کیا گیا ویسا ہی یا اس سے بہتر جواب دیں، اس لئے کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿ وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا۟ بِأَحْسَنَ مِنْهَآ أَوْ رُدُّوهَآ ﴾

ترجمہ: اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہی الفاظ کو لوٹا دو۔ [النساء: ۸۶]

(ب) چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا:

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا «جب تم میں سے کوئی چھینک آنے پر الحمد للہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب دو اور اگر الحمد للہ نہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب نہ دو»۔ [مسلم/ ا لزھد، الرقائق: ۲۹۹۲]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو کہے «**الحمد لله**» اور اس کے جواب میں اس کا بھائی یا اس کا ساتھی «**یرحمک الله**» کہے، پس جب وہ «**یرحمک الله**» کہے تو جواب میں کہے «**یهدیکم الله ویصلح بالکم**»۔ [صحیح بخاری/ الادب: ۶۲۲۴، ابو داؤد/ الادب: ۵۰۳۳، نسائی/ الیوم واللیلة: ۲۳۲]

اور اس طرح چھینکنے والا اور چھینک کا جواب دینے والا دونوں ہی دعا کی برکت سے مستفید ہوتے ہیں، اور آپ ﷺ کی سنت یہ بھی ہے کہ جب کسی کو چھینک آئے تو اپنے منہ پر اپنا ہاتھ یا کپڑا رکھ لے اور آواز کم سے کم نکالے۔ ([صحیح] ترمذی/ الادب: ۲۷۴۵)

(ت) مریض کی عیادت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ «جو کوئی مسلمان صبح کے وقت کسی مسلمان کی عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور اگر وہ اس کی عیادت شام کے

وقت کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور جنت میں اس کے لئے چنے ہوئے میوے ہوتے ہیں »۔[ترمذی/ الجنائز: ۹۶۹]

اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «جس نے کسی بیمار کی عیادت کی تو وہ واپس لوٹنے تک جنت کے میووں میں رہتا ہے »۔ [صحیح مسلم/ البر والصلة: ۲۵۶۸]

اور مسلم کی ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ «جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی »۔

(ث) جنازہ کے پیچھے چلنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «جو کسی مسلم کے جنازہ کے پیچھے ایمان رکھتے ہوئے اور اجر کی نیت سے چلتا ہے اور اس کی نماز جنازہ پڑھے جانے تک اور اسے دفنائے جانے تک اس کے ساتھ رہتا ہے تو اسے دو قیراط اجر سے نوازا جاتا ہے ہر قیراط احد پہاڑ کے مانند ہوتا ہے اور جس نے نماز جنازہ پڑھی اور دفنائے جانے سے پہلے واپس ہو گیا تو اسے ایک قیراط اجر ملتا ہے »۔ [بخاری ومسلم]

جب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث سنی تو کہہ اٹھے کہ ہم نے بہت سارے قیراط کو حاصل کرنے میں غفلت برتی۔[بخاری ومسلم]

(ج) **حق کے اندر اعانت:**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ: «اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم»، تو ایک شخص نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! مظلوم کی مدد کرنے کا مفہوم تو سمجھ میں آتا ہے، آپ کا کیا خیال ہے اگر وہ ظالم ہے تو کیسے میں اس کی مدد کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «تم اسے ظلم کرنے سے روکو اور منع کرو یہی اس کی مدد ہے»۔ [صحیح بخاری/ الاکراہ: ۶۹۵۲، ترمذی/ الفتن: ۲۲۵۵]

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حق کی مدد دو طریقوں سے ہو سکتی ہے:

پہلا طریقہ: مظلوم کی مدد بایں طور کہ ظالم کے مقابلہ میں حتی المقدور ہم مظلوم کے ساتھ کھڑے ہو جائیں اور اس کی مدد کریں یہاں تک کہ اپنا حق واپس لے سکے، یہ مدد جسمانی ومالی بھی ہے اور دعا کے ذریعہ بھی، اس کے اندر بڑا اجر وثواب ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «اللہ تعالی اس وقت تک بندہ کی مدد کرتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے»۔ [صحیح مسلم/ العلم: ۲۶۹۹]

اور آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ «جس نے کسی مسلمان کی کوئی دنیوی مصیبت دور کی تو اللہ تعالی اس کے بدلہ قیامت کی مصیبتوں میں سے اس کی کوئی مصیبت دور کرے گا»۔ [بخاری ومسلم]

جسمانی مدد اثر ورسوخ، جاہ ومنصب اور سفارش کے ذریعہ نیز اس کی عزت وآبرو کا دفاع کرکے ممکن ہے، جب کہ مال کے ذریعہ اس کی مدد یہ ہے کہ روپے پیسے اور

صدقات سے اس کا تعاون کیا جائے تا کہ وہ اس کے ذریعہ اپنی آزمائش میں سہارا پاسکے، یا پیٹھ پیچھے غائبانہ طور پر اپنے بھائی کی نصرت وتائید اور مصیبت وپریشانی دور کرنے کے لئے اللہ تعالی سے دعا کرکے اس کی مدد ممکن ہے، دعا کے تعلق سے خاص طور پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «جو کوئی مسلمان پیٹھ پیچھے اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتاہے کہ اور تم کو بھی اسی جیسا ملے»۔ [صحیح مسلم/ الذکر والدعاء: ۲۷۳۲، بیہقی: ۶۲۲۴]

دوسرا طریقہ: اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آپ اس ظالم کی مدد کریں اس طرح کہ آپ اسے اس کے ظلم سے روکیں اور اس کے مقابلہ میں ڈٹ جائیں اور اس کی ہدایت اوراصلاح کی دعا کریں، دراصل اس قسم کی مدد سے پورے معاشرہ کو امن کی فراہمی اوراسے نقصانات سے بچانا ممکن ہے، خواہ اس کے لئے اس سے قتال وجدال ہی کیوں نہ کرنا پڑے اور یہ قتال اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ وہ اپنی سرکشی اور ظلم وتعدی سے باز نہ آجائے، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱقْتَتَلُوا۟ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَهُمَا ۖ فَإِنۢ بَغَتْ إِحْدَىٰهُمَا عَلَى ٱلْأُخْرَىٰ فَقَـٰتِلُوا۟ ٱلَّتِى تَبْغِى حَتَّىٰ تَفِىٓءَ إِلَىٰٓ أَمْرِ ٱللَّهِ ۚ ﴾

ترجمہ: اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرادیا کرو پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم سب اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ [الحجرات: ۹]

اور اس کا مقصد یہ ہے کہ برائیوں کا خاتمہ ہو اور معاشرہ کے اندر عدل و مساوات فروغ پاسکے اور لوگوں کے درمیان امن و سلامتی قائم کرنا ممکن ہو تاکہ کوئی طاقتور کمزور کے اوپر ظلم نہ کرسکے، اور اس اسلامی رہنمائی کی روشنی میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے راعی اور رعیت اور حاکم و محکوم کا ایک دوسرے کی مدد کرنے کے سلسلہ میں ایک واضح منہج اپنے اس قول میں مقرر کردیا ہے کہ «طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ میں اس سے حق نہ لے لوں اور کمزور میرے نزدیک طاقتور ہے یہاں تک کہ میں اسے حق نہ دلادوں»۔ [صحیح مسلم / الطهارة: ۲۲۳]

(۷) تکلیف دہ چیز راستہ سے ہٹانا اور صفائی کا خیال رکھنا:

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: صفائی نصف ایمان ہے۔ [بخاری ومسلم]

اور طہارت کا تعلق نظافت سے بڑا گہرا ہے اور ان دونوں کا اسلام کے اندر بڑا مقام ہے، نیز راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ایمان کا ایک درجہ ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: «ایمان کی ستر شاخیں ہیں ان میں سب سے بلند شاخ لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے نچلی شاخ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے»، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ «میں نے جنت میں ایک شخص کو دیکھا جو محض ایک ایسے درخت کی وجہ سے جنت کے مزے لوٹ رہا تھا جسے اس نے بیچ راستہ

سے کاٹ دیا تھا جس سے لوگوں کو تکلیف پہونچتی تھی »۔ [صحیح مسلم/ ازالة الاذی عن الطریق: ۱۹۱۴]

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: « ایک شخص راستہ میں چل رہا تھا اچانک اسے ایک کانٹے کی ٹہنی مل گئی جسے اس نے ہٹا دیا اور اللہ نے اس کے اس عمل کی قدردانی کی اور اسے بخش دیا »۔ [بخاری ومسلم، ترمذی/ البر والصلة: ۱۹۵۸]

(۸) کشادہ دست کو مہلت دینا اور تنگدست کو معاف کر دینا:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ « جس کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالی قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے کسی مصیبت سے نجات دے تو وہ کسی تنگ دست کے بوجھ کو ہلکا کرے یا اس کو معاف کر دے »۔ [صحیح مسلم/ المساقاة: ۱۵۶۲]

اس سلسلہ میں ایک ایسے شخص کا واقعہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے « جو لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے لڑکے سے کہتا تھا کہ جب تم کسی تنگدست کے پاس جاؤ تو اسے معاف کر دو شاید اللہ ہمیں معاف فرمادے، پس اس نے اللہ سے اس حال میں ملاقات کی کہ اللہ نے اس کو معاف فرمادیا تھا »۔ [صحیح مسلم/ المساقاة:۱۵۶۲]

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

کہ «فرشتوں کی ملاقات تم سے پہلے گذرے لوگوں میں سے ایک شخص کی روح سے ہوئی، انہوں نے پوچھا کہ کیا تم نے کوئی کار خیر کیا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، فرشتوں نے کہا کہ یاد کرو، اس نے کہا کہ میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا پس میں اپنے بچوں سے کہا کرتا تھا کہ خوش حال کو مہلت دو اور تنگ دست کو معاف کر دیا کرو، اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اسے معاف کر دو»۔ [صحيح مسلم/ المساقاة: ۱۵۶۰]

(۹) دعوت الی اللہ:

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَآ إِلَى ٱللَّهِ وَعَمِلَ صَٰلِحًا وَقَالَ إِنَّنِى مِنَ ٱلْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾﴾

ترجمہ: اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔ [فصّلت: ۳۳]

دعوت الی اللہ کا معاملہ بڑا اہم ہے اور اس کے فضائل بیشمار ہیں، یہ ایک اہم دینی فریضہ ہے جس سے آج بہت سارے لوگ غافل ہیں، یہ لوگوں تک دین حق کی تبلیغ کا ایک اہم وسیلہ اور زمین کے مختلف گوشوں تک نور اسلام پہونچانے کا ایک ذریعہ ہے، دعوت صرف غیر مسلموں کو اسلام کی طرف بلانے ہی کا نام نہیں ہے بلکہ تمام مسلمانوں کو سیدھے منہج کی جانب بلانے اور ان کو بدعات وخرافات اور شرکیہ امور اور گمراہیوں

سے روکنے کو بھی شامل ہے، اور ہمارے لئے دعاۃ کے سردار اللہ کے رسول ﷺ ایک بہترین نمونہ ہیں بایں طور کہ آپ نے شرک مٹانے اور الہ واحد کی عبادت کی دعوت دی پھر حدیبیہ میں قریش کے ساتھ مصالحت کی، یہاں تک کہ قبائل اور جزیرہ کے ارد گرد کے باشندوں کو اسلام کی دعوت دینے لگے پھر آپ ﷺ نے اپنی جانب سے حق کی دعوت کے نیک جذبہ کے تحت ملکوں کے بادشاہوں اور قبیلوں کے سرداروں کے پاس مبلغین بھیجے، آپ ﷺ اللہ کے اس قول پر عمل کرتے ہوئے دعوت میں ہمیشہ نرمی اختیار فرماتے:

﴿ ٱدۡعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلۡحِكۡمَةِ وَٱلۡمَوۡعِظَةِ ٱلۡحَسَنَةِۖ ﴾

ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے۔ [النحل: ۱۲۵]

پھر آپ کے بعد آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہی منہج اختیار کیا یہاں تک کہ زمین کے گوشے اسلام سے متعارف ہوگئے اور آپ کے دعوتی چراغ نے سارے عالم بشریت کو منور کر دیا، نبی کریم ﷺ کا اسلوب دعوت اس فرمان باری میں بہت واضح ہے:

﴿ قُلۡ هَٰذِهِۦ سَبِيلِيٓ أَدۡعُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا۠ وَمَنِ ٱتَّبَعَنِيۖ وَسُبۡحَٰنَ ٱللَّهِ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلۡمُشۡرِكِينَ ﴿١٠٨﴾ ﴾

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میری راہ یہی ہے، میں اور میرے متبعین اللہ کی طرف بلا رہے ہیں پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے

نہیں۔ [یوسف: ۱۰۸]

اور ہمارے اس موجودہ دور میں مسلمانوں کی اکثریت کے درمیان جہالت کا دور دورہ ہے، آپ اسلام کے تعارف کی بات چھوڑئے مشرق ومغرب کے غیر مسلموں کے اندر اسلام کی شکل مسخ کرکے پیش کی جارہی ہے، اس لئے ہر ایسا مسلمان جو دعوت پر قادر ہے اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کو پھیلائے اور دعوت دین کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داری پورے اوراس کے لئے تدبیر اختیار کرے اور مالی امداد بھی پیش کرے۔

(۱۰) اسلام کی جانب رہنمائی اور سنت حسنہ کو فروغ دینا:

دعوت الی اللہ کے فوری مظاہر میں سے لوگوں کو اسلام کی جانب رہنمائی کرنا ہے، اور کتنے ہی ایسے خوش نصیب ہیں جن کو اللہ نے توفیق بخشی اور اپنی مخلوق کی ہدایت کا ان کو وسیلہ وذریعہ بنایا، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب وہ خیبر کی فتح کے لئے روانہ ہوئے کہ «اللہ تعالی تمہارے ذریعہ اگر ایک شخص کو ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے»۔[بخاری ومسلم]

یعنی تمہارا مقصد مال غنیمت اور دنیا کے دوسرے سازوسامان کا حصول نہ ہو بلکہ تمہارا ہدف لوگوں کو اسلام کی جانب رہنمائی کا نیک جذبہ ہونا چاہئے۔

اے اللہ تو ہمیں ان کی راہ پر چلا جو ہدایت یافتہ ٹھہرے نہ کہ جو گمراہ ہوئے اور جنھوں نے گمراہ کیا۔

لوگوں کی ہدایت یا تو سیدھے راستہ اور رحمن کی اطاعت کی طرف بلا کر کے ہو سکتی ہے، یا غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دے کر کے، اور قیامت تک دونوں کا اجر انتہائی عظیم ہے اور اے میرے معزز بھائی! اگر آپ براہ راست لوگوں کی تبلیغ وہدایت کی سعادت حاصل نہیں کر سکتے خواہ اپنے علم کی کمی کی بنا پر یا موقع نہ مل پانے کی وجہ سے یا اس کے لئے مناسب طریقہ نہ ہاتھ آنے کے سبب، تو اللہ نے ہمارے ملکوں میں خاص طور پر غیر مسلموں کی ہدایت کے لئے اور مسلمانوں کی متابعت کرنے کے لئے توعیۃ الجالیات کے مراکز اور امدادی تنظیمیں اور جمعیات قائم ہیں پس آپ ان کے ساتھ شریک ہو جائیے آپ کو لوگوں کی ہدایت کا اجر ملے گا اور آپ کو کئی گنا اجر ملے گا اس لئے کہ آپ کے واسطے سے ہدایت حاصل کرنے والے کا ہدایت یاب ہو جانا آپ کے کئی گنا اجر کا باعث ہے، حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «جس نے اسلام کے اندر کوئی اچھی سنت ایجاد کی تو اسے اس کا اجر اور اس پر عمل کرنے والے کا اجر ملے گا عامل کے اجر میں کمی کئے بغیر»۔ [صحیح مسلم/ الزکاۃ: ۱۰۱۷، نسائی/ الزکاۃ: ۲۵۵۴، ابن ماجہ/ السنۃ: ۲۰۳]

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے کسی خیر کی جانب رہنمائی کی تو داعی کو عمل کرنے والے کے برابر اجر وثواب ملے گا [صحیح مسلم/ الجهاد: ۱۸۹۳، ترمذی/ العلم: ۲۶۷۱، ابو داؤد/ الادب: ۵۱۲۹]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا «کہ جس نے کسی ہدایت کی طرف بلایا تو اس کو اس پر چلنے والوں جیسا اجر ملے

گا »۔ [صحیح مسلم/ القدر: ۲۶۷۴، ترمذی/ العلم: ۲۶۷۴، ابو داؤد/ السنة: ۴۶۰۹]

اور ہدایت کے وسائل میں سے کتابوں اور کیسٹوں کی نشر واشاعت ہے جیسا کہ اس کا تذکرہ نفع بخش علم کے بیان میں گزر چکا ہے اور دنیا کے مختلف خطوں میں دعاۃ کی کفالت کر کے بھی، پس ان کے ذریعہ جن کو ہدایت ملے گی اجر میں آپ بھی شریک ہوں گے۔

۱۱۔ عورت کا اپنے خاوند کی اطاعت کرنا:

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ «عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہ کر دے »۔ ([حسن] ابن ماجه: ۱۸۵۳)

اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بیوی کے حق کے تعلق سے فرمایا کہ «جب عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازہ سے داخل ہونا چاہتی ہے داخل ہو جا »۔ [مسند احمد: ۱۶۶۲] (یہ روایت بتحقیق شعیب أرناؤوط حسن لغیرہ ہے)۔

اور خاوند کی اطاعت ہی پر خاندان کی سعادت اور اس کی پختگی کا دار ومدار ہے بشرطیکہ وہ شریعت کے ضوابط کے مطابق ہو، اس لئے کہ خالق کی معصیت میں مخلوق کی

اطاعت نہیں ہے، گھر اور خاندان ایک کشتی کی مانند ہے اور خاوند اس کا ملاّح اور جہاز راں ہے، اور کشتی کی نجات صرف جہاز راں کی بات ماننے میں اور خاندان کے دیگر افراد کے مشورے سے سربراہ کے تنہا فیصلہ کرنے ہی پر منحصر ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ٱلرِّجَالُ قَوَّٰمُونَ عَلَى ٱلنِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ ٱللَّهُ بَعۡضَهُمۡ عَلَىٰ بَعۡضٍ وَبِمَآ أَنفَقُواْ مِنۡ أَمۡوَٰلِهِمۡۚ فَٱلصَّٰلِحَٰتُ قَٰنِتَٰتٌ حَٰفِظَٰتٌ لِّلۡغَيۡبِ بِمَا حَفِظَ ٱللَّهُۚ﴾

ترجمہ: مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں، پس وہ عورتیں جو نیک بخت ہیں اور خاوند کی عدم موجودگی میں بہ حفاظت الٰہی نگہ داشت رکھنے والیاں ہیں۔ [النساء: ۳۴]

اور عورت کے لئے اپنے خاوند کی اطاعت کے سلسلہ میں وہ حدیث کافی ہے جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ ہے کہ اللہ کے رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے «جو کوئی عورت اس حال میں وفات پاجائے کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو وہ جنت کے اندر داخل ہو گی»۔([ضعیف] ترمذی/ الرضاع: ۱۱۶۱، ابن ماجه: ۱۸۵۴)

پس نیک اور فرمانبردار بیوی کو اس کے رب کی جنت اور اس کی خوشنودی مبارک ہو۔

(۱۲) کچھ جامع اور مفید دعائیں جن کا فیض دعا کرنے والے کے علاوہ تمام اہل خانہ کو ہوتا ہے

۱۔ گھر میں داخل ہونے کی دعا:

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُکَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا،بِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا، وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا»

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے گھر میں داخل ہونے اور نکلنے کی بہتری کا سوال کرتا ہوں، اللہ کے نام کے ساتھ ہم داخل ہوئے اور اللہ ہی کے نام کے ساتھ ہم باہر نکلے اور اللہ پروردگار ہی پر ہم نے بھروسہ کیا۔ ([ضعیف] ابو داؤد/ الادب: ۵۰۹۶)

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «جب آدمی اپنے گھر کے اندر داخل ہو اور گھر میں داخل ہوتے ہوئے اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کرتا رہے تو شیطان (اپنے چیلوں اور شاگردوں سے) کہتا ہے تمہارے لئے یہاں رات گزارنے اور کھانا کھانے کا ٹھکانہ نہیں اور جب کوئی گھر کے اندر داخل ہوتا ہے اور اللہ کا ذکر نہیں کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے تم کو رات گزارنے کا

موقع مل گیا اور جب وہ کھانے کے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا ہے تو کہتا ہے تم نے رات گزارنے اور کھانے کا موقع پالیا»۔ [صحیح مسلم/ الاشربة: ۲۰۱۸، ابن حبان: ۸۱۹) مسند احمد: ۱۴۷۸۸]

پس اے میرے بھائیو! ہمیں اپنے گھر کو شیطان اور اس کے معاونین کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے اللہ کے ذکر اور اپنے گھروں میں داخل ہونے کی دعاؤں کو پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اللہ تعالی ہم تمام کو ہمیشہ ان کے شر سے محفوظ رکھے۔(آمین)

۲۔ جماع کی دعا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: «جب تم میں سے کوئی اپنی اہلیہ کے پاس آئے اور پڑھے:

(اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنِي) (اے اللہ تو ہمیں شیطان سے بچا اور جو (اولاد) تمھیں دے (اسے بھی شیطان سے بچا) پس اگر ان دونوں کے بیچ کوئی ولادت ہوتی ہے تو شیطان اسے ضرر نہیں پہونچا سکتا اور اس کے اوپر حاوی نہیں ہو سکتا۔ [صحیح مسلم/ الاشربة: ۱۸]

اس طرح پہلے دن سے نیک اور صالح اولاد کی تخم ریزی ہوگی جو آہستہ آہستہ نشو نما کرتے ہوئے پروان چڑھے گا اور دنیا وآخرت کی سعادت اس کے لئے لکھ دی جائے گی اور اللہ کے حکم سے وہ بہترین پھل دے گا اور اللہ کے صالح اور نیک بندوں میں اس کا شمار ہوگا۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ﴾

ترجمہ: سوائے تیرے ان بندوں کے جو منتخب کر لیے گئے ہیں۔ [الحجر: ۴۰]

پس یہ ایسے لوگ ہیں جو شیطان کے مکر اور اس کے شر سے محفوظ ہوں گے۔

(۱۳) اللہ کی خاطر دوسروں کے یہاں جانا اور محبت کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ «اللہ تعالیٰ سات لوگوں کو اس دن اپنا سایہ دے گا جس روز کہ اس کے سایہ کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہو گا، اور آپ ﷺ نے انہیں میں سے دو ایسے اشخاص کا تذکرہ فرمایا جنہوں نے اللہ کی خاطر باہم محبت کی اور اکٹھا ہوئے اور اللہ کی خاطر جدا ہوئے»۔ (ائمہ ستہ نے اسے روایت کیا ہے)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «ایک شخص نے دوسری بستی کے اندر اپنے بھائی کی زیارت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کے طور پر ایک فرشتہ کو اس کے راستہ کا نگران متعین کر دیا، پس جب وہ اس کے پاس پہونچا تو پوچھا کہ کہاں جانا چاہتے ہو تو اس نے کہا کہ اس بستی کے اندر میں اپنے بھائی کی زیارت کرنا چاہتا ہوں، اس نے پوچھا کہ کیا تیرے اوپر اس کا کوئی احسان ہے جسے تم چکانا چاہتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، میں تو اللہ کی خاطر اس سے محبت کرتا ہوں، تو اس نے کہا کہ میں اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا قاصد ہوں کہ اللہ نے تم سے محبت کی ہے جس کی خاطر تم نے اس شخص سے محبت کی ہے»۔ (صحیح مسلم/ البر والصلة: ۲۵۶۷)

اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ « اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''آپس میں محبت کرنے والے میرے جلال کے سائے میں ہوں گے ان کے لئے نور کے منابر ہوں گے انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے »۔ ([صحیح] ترمذی/ الزھد: ۲۳۹۰)

اور حضرت ابوادریس خولانی بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق کی ایک مسجد کے اندر داخل ہوا، ایک چمکیلے دانتوں والا نوجوان آیا اس کے ہمراہ بہت لوگ تھے، جب ان کا کسی چیز میں اختلاف ہوتا تو وہ اس کی طرف رجوع کرتے اور اس کی بات کو تسلیم کرتے، میں نے اس نوجوان کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں، اگلے روز میں صبح سویرے نکلا تو میں نے ان کو اپنے سے پہلے پایا، میں نے دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں، میں نے ان کا انتظار کیا پھر میں نے ان کے سامنے سے آکر ان کو سلام کیا، پھر میں نے کہا کہ میں اللہ کی خاطر آپ سے محبت کرتا ہوں، پس انہوں نے کہا کیا واقعی اللہ کے لئے؟ تو میں نے کہا کہ ہاں اللہ ہی کے لئے، پھر کہا کیا واقعی اللہ کے لئے؟ تو میں نے کہا کہ ہاں اللہ ہی کے لئے، پس انہوں نے میری چادر کے کونہ کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور فرمایا کہ خوش ہو جاؤ اس لئے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ « اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا میرے تعلق سے محبت کرنے والوں کے حق میں اور میرے تعلق سے بیٹھنے والوں کے حق میں اور میرے تعلق سے زیارت کرنے والوں کے حق میں اور میرے سلسلے میں خرچ کرنے والوں کے حق میں میری محبت واجب ہوگئی »۔ ([صحیح] موطاء: ۱۷۱۱)

(۱۴) معاشرتی ورفاہی امور:

ا۔ یتیم کی کفالت:

یتیم وہ ہے جس کے والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں اس کی بلوغت سے قبل وفات پاچکے ہوں، یتیم اس وقت میں لوگوں کی شفقت و محبت اور رأفت ورحمت بلکہ بسااوقات امداد ومعاونت کا سخت محتاج ہوتاہے ، اسی لئے رسول رحمت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے لوگوں کو یتیموں کی نگہداشت کرنے اور ان کی دیکھ بھال کرنے پر ابھاراہے، جیسا کہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا یہ فرمان مروی ہے کہ « میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت کے اندر ایسے (قریب قریب)ہوں گے » اور آپ نے اپنی انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کھول کر اشارہ فرمایا۔ (بخاری/ الادب: ۶۰۰۵،ابو داؤد: ۵۱۵۰، ترمذی/ البر: ۱۹۱۸)

اور اس بڑی فضیلت کو پانے کے لئے ایک طرف یتیم کو سماج کی کفالت وسرپرستی مکمل طور پر مل سکتی ہے اور دوسری طرف کفالت کرنے والے کو نعمتوں والی جنت کے اندر رسول اللہ کی اچھی صحبت مل سکتی ہے۔

یتیموں کے ساتھ ہمدردی وغم گساری کے سلسلہ میں نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا یہ ارشاد گرامی بھی موجود ہے کہ « تم اپنے یتیم کے سرپر ہاتھ پھیرو، تمہارے لئے اس کے ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے » ۔ اے اللہ توہمیں یتیموں کے اوپر رحم کرنے والا بنادے اور اپنے احسان اور حفظ وامان سے ان کی نگہ داشت فرما۔(آمین)

ب۔ **مسکینوں اور بیواؤں کی دیکھ ریکھ:**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ «مسکینوں اور بیواؤں کی دیکھ بھال کرنے والا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کے مانند ہے» اور میرا خیال ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ «وہ ایسے قیام اللیل کرنے والے (نماز تہجد ادا کرنے والے) کے مانند ہے جو تھکتا نہیں اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو مسلسل روزہ رکھتا ہے اور کسی دن روزہ افطار نہیں کرتا»۔ (ابو داود کے سوا دیگر ائمہ ستہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے)

(۱۵) جانوروں کے اوپر شفقت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ «ایک شخص کو راستہ چلتے ہوئے سخت پیاس لگی اس نے ایک کنواں دیکھا اور اس کے اندر اتر کر پانی نوش کیا، پھر جب نکلا تو ایک کتا پیاس سے بے تاب ہو کر زبان باہر نکالے ہوئے تھا، تو آدمی نے کہا کہ اس کتے کو ویسے ہی پیاس لگی ہے جیسے مجھ کو لگی تھی، پھر اس نے اپنے چمڑے کے موزہ میں پانی بھرا اور کتے کو پلا دیا، اللہ تعالی نے اس کے اس عمل کی قدر دانی کی اور اس کو بخش دیا»، تو صحابہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارے لئے جانوروں کے اندر بھی اجر ہے؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ «ہر تر تلی والے (جاندار) کے اندر اجر ہے»۔ [بخاری ومسلم]

پس کتنی عظیم الشان ہے ہماری شریعت جس نے جانوروں تک کے ساتھ حسن

سلوک کا حکم دیا ہے، اس سلسلہ میں وہ واقعہ بھی ہے جو عبد اللہ عن ابیہ کی حدیث میں ہے کہتے ہیں ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے، آپ ﷺ اپنی حاجت کی خاطر نکلے، اس درمیان ہم کو ایک سرخ رنگ کا چھوٹا پرندہ نظر آیا جس کے دو چوزے تھے پس ہم نے اس کے دونوں چوزوں کو پکڑ لیا، چنانچہ وہ پرندہ آیا اور نیچی اڑان بھرنے لگا، پس جب اللہ کے رسول ﷺ آئے تو پوچھا کہ کس نے اس پرندہ کو اس کے بچوں کے تعلق سے پریشان کیا ہے؟ اس کے بچوں کو لوٹا دو، اور آپ ﷺ نے چیونٹیوں کا ایک جھنڈ (جھونجھ) دیکھا جس کو ہم نے جلا دیا تھا تو فرمایا کہ کس نے اسے جلایا ہے؟ ہم نے کہا کہ ہم نے جلایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ «مناسب نہیں کہ آگ کے رب کے سوا کوئی اور کسی کو آگ سے عذاب دے»۔ [مسند احمد: ۳۸۳۵]

اور اسی طرح ذبح کے تعلق سے آپ ﷺ نے ہمیں ذبیحہ کو پریشان نہ کرنے کا حکم دیا، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ «اللہ تعالی نے ہر چیز کے ساتھ احسان کو فرض قرار دیا ہے، اس لئے اگر تم (کسی کو حق کی خاطر) قتل کرو تو اسے اچھی طرح سے مارو اور جب تم جانور ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور چاہئے کہ تم میں سے ہر شخص اپنی چھری تیز کرلے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہونچائے»۔ [صحیح بخاری/ الجہاد: ۲۸۲۹، ترمذی: ۱۶۶۴]

سبحان اللہ! اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس اونٹنی کے رونے کا واقعہ جو اپنے مالک کی شکایت کر رہی تھی اس کے اندر بھی جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کی دلیل موجود ہے۔

(۱۶) اللہ کے راستہ میں جہاد:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «اللہ کے راستہ میں کسی ایک دن دیکھ بھال کرنا دنیا اور اس کے اندر موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے اور تم میں سے جنت کے اندر کسی ایک کے کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا اور اس کے اوپر موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے»۔ [صحیح بخاری/ الجہاد: ۲۸۲۹، ترمذی/ الجہاد: ۱۶۶۴]

حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ «اللہ کے راستہ میں ایک دن اور ایک رات کی دیکھ بھال ایک ماہ کے صیام و قیام سے بہتر ہے اور اگر وفات ہوگئی تو اس کا وہ عمل برابر جاری رکھا جائے گا جسے وہ کر رہا تھا اور اس کی روزی بڑھادی جائے گی اور فتنہ پرور کے فتنہ سے مامون کر دیا جائے گا»۔ [صحیح مسلم/ الجہاد: ۱۹۱۳، نسائی الجہاد: ۴۳۷۵]

اور حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ «چار قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کا اجر جاری رہتا ہے، ایک وہ شخص جو اللہ کے راستہ میں سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے انتقال کر گیا، دوسرا وہ شخص جس نے کوئی علم سکھایا پس اس کا اجر جاری رہتا ہے جب تک اس پر عمل جاری ہے، اور ایک وہ شخص جس نے کوئی صدقہ کیا تو اس کا اجر جاری ہے جب تک وہ صدقہ

برقرار ہے اور ایک وہ شخص جس نے کوئی نیک اولاد چھوڑی جو اس کے حق میں دعا کرے »۔ [مسند احمد: ۲۲۶۰۲، بزار، طبرانی]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «اللہ کے راستہ کا غبار اور آتش جہنم باہم جمع نہیں ہوسکتے »۔ ([صحیح] ترمذی/ فضائل الجهاد: ۱۶۳۳)

پس جہاد کے ذریعہ دشمنوں کے شر کا خاتمہ اور مسلمانوں کا دفاع اور اہل اسلام کی شوکت میں اضافہ ہوتا ہے نیز اسلامی دعوت زمیں کے اطراف میں پروان پاتی ہے اور اسلامی کرن دنیا کے ہر گوشہ میں داخل ہوتی ہے اور پھر اللہ تعالی بری چیز کو اچھی چیز سے ممیز کرتا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا۟ ٱلْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ جَٰهَدُوا۟ مِنكُمْ وَيَعْلَمَ ٱلصَّٰبِرِينَ ﴿١٤٢﴾ ﴾

ترجمہ: کیا تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ تم جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ اب تک اللہ تعالی نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ تم میں سے جہاد کرنے والے کون ہیں اور صبر کرنے والے کون ہیں۔ [آل عمران: ۱۴۲]

اور اللہ تعالی کے نزیک شہیدوں کا مقام بڑا بلند ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں اور روزی دیئے جارہے ہیں، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتًۢا ۚ بَلْ أَحْيَآءٌ عِندَ رَبِّهِمْ

يُرۡزَقُونَ ﴿١٦٩﴾ فَرِحِينَ بِمَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضۡلِهِۦ﴾

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہیں ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کی پاس روزیاں دیئے جاتے ہیں۔ [آل عمران: ١٦٩]

اللہ تعالی نے شہیدوں کے لئے جو اعزاز واکرام اور جو سامان تیار کرر کھا ہے اس کا بیان اللہ کے رسول ﷺ نے اس طرح کیا ہے کہ «جو جنت کے اندر داخل ہو گیا وہ دنیا کے اندر اور دنیا کی نعمتوں کی جانب پلٹنا نہیں چاہتا لیکن شہید دنیا کے اندر واپس ہونے کی تمنا کرتا ہے کہ اسے دس بار شہید کیا جائے کیونکہ وہ وہاں اپنی جو عزت افزائی دیکھ رہا ہوتا ہے»۔ [بخاری ومسلم]

اور جہاد یا تو مال سے ہوتا ہے یا نفس سے ہوتا ہے یا پھر مال اور نفس دونوں سے ہوتا ہے اور یہی بہترین جہاد ہے (جو مال وجان دونوں سے ہو) اور مال کے ذریعہ جہاد کرنے کا درجہ ہمیشہ نفس کے ذریعہ جہاد کرنے سے بڑھا ہوتا ہے کیونکہ اس کے اندر سہولت ہے اور اس پر ہر شخص کو قدرت ہے، اس لئے کہ ہر انسان نفس سے جہاد کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوتا ہے خواہ جسمانی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے یا دشمنوں تک رسائی نہ ہونے کی وجہ سے، اور جہاں تک مال سے جہاد کرنے کی بات ہے تو اس کا راستہ ہمہ وقت کھلا رہتا ہے خاص طور پر اس زمانہ میں جس میں دشمنوں کی جانب سے مسلمانوں کو بہت آزمایا گیا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿لَّا يَسۡتَوِي ٱلۡقَٰعِدُونَ مِنَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ غَيۡرُ أُوْلِي ٱلضَّرَرِ وَٱلۡمُجَٰهِدُونَ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمۡوَٰلِهِمۡ وَأَنفُسِهِمۡۚ فَضَّلَ ٱللَّهُ ٱلۡمُجَٰهِدِينَ بِأَمۡوَٰلِهِمۡ وَأَنفُسِهِمۡ عَلَى ٱلۡقَٰعِدِينَ

دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلْحُسْنَىٰ ۚ وَفَضَّلَ ٱللَّهُ ٱلْمُجَٰهِدِينَ عَلَى ٱلْقَٰعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٩٥﴾ دَرَجَٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٩٦﴾ ﴾

ترجمہ: اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے بیٹھ رہنے والے مومن برابر نہیں، اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اللہ تعالی نے درجوں میں بہت فضیلت دے رکھی ہے اور یوں تو اللہ تعالی نے ہر ایک کو خوبی اور اچھائی کا وعدہ دیا ہے لیکن مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت دے رکھی ہے۔ اپنی طرف سے مرتبے کی بھی اور بخشش کی بھی اور رحمت کی بھی اور اللہ تعالی بخشش کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔
[النساء:۹۵-۹۶]

اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہر جگہ ہمارے مجاہدین برادران کی مدد کرے اور اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمائے۔ (آمین)

اور جہاد کا تعلق اس نفع بخش تجارت سے ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں اس طرح کیا ہے:

﴿ ۞ إِنَّ ٱللَّهَ ٱشْتَرَىٰ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَٰلَهُم بِأَنَّ لَهُمُ ٱلْجَنَّةَ ۚ يُقَٰتِلُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى ٱلتَّوْرَىٰةِ وَٱلْإِنجِيلِ وَٱلْقُرْءَانِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِۦ مِنَ ٱللَّهِ ۚ فَٱسْتَبْشِرُوا۟ بِبَيْعِكُمُ ٱلَّذِى بَايَعْتُم بِهِۦ ۚ ﴾

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں، اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے؟ تو تم لوگ اس بیع پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ [التوبہ: ۱۱۱]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَٰرَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿١٠﴾ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتُجَٰهِدُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمْوَٰلِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١﴾ ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! کیا میں تمھیں وہ تجارت بتلادوں جو تمھیں دردناک عذاب سے بچالے، اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تمہیں علم ہو۔ [الصف: ۱۰/۱۱]

اور جہاد سے اللہ تعالیٰ بندہ کو ہدایت دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَٱلَّذِينَ جَٰهَدُواْ فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ ٱللَّهَ لَمَعَ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴾

ترجمہ: اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھائیں گے یقیناً اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا ساتھی ہے۔ [العنکبوت: ۶۹]

اور جہاد ساری دنیا سے بہتر ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ « اللہ

کے راستہ میں کسی صبح یا کسی شام نکلنا دنیا اوراس کے اندر موجود تمام اشیاء سے بہتر ہے »۔ [بخاری ومسلم]

(۱۷) مردمؤمن کے مطلوبہ اوصاف:

ا۔ حسن اخلاق کے تعلق سے ایک تمہید:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ « قیامت کے روز مومن کے میزان میں حسن اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہ ہوگی، اور اللہ تعالی بے ہودہ بکواس کرنے والے کو ناپسند فرماتا ہے »۔([صحیح] ترمذی/ البر: ۲۰۰۳، ابو داؤد/ الادب: ۴۷۹۹)

اور آپ ﷺ فرماتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو تم میں اخلاق میں سب سے بہتر ہے۔ [بخاری ومسلم]

اور حسن اخلاق دخول جنت کا ایک ذریعہ ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے جب اس چیز کی بابت سوال کیا گیا جس کے سبب لوگ جنت کے اندر بکثرت داخل ہوں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ « اللہ کا تقوی اور حسن اخلاق »۔ [ترمذی/ البر: ۲۰۰۴، ابن ماجہ/ الزھد: ۴۲۴۶]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ « مومن اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے روزہ دار اور قیام اللیل کرنے والے

(تہجد گذار) کا اجر پالیتا ہے »۔ ([صحیح] ترمذی/ البر: ۲۰۱۸)

اور حسن اخلاق سے متصف لوگ بروز قیامت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک لوگوں میں سب سے قریب ہوں گے، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ «قیامت کے دن تم میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب اور میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہوگا جو تم میں سب سے اچھے اخلاق والا ہوگا»۔ ([حسن] ترمذی/ البر: ۲۰۱۸)

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان کے اندر اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف فرمائی ہے: ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿٤﴾ ﴾

ترجمہ: اور بے شک تو بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے۔ [القلم: ۴]

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ آپ کا اخلاق قرآن تھا۔ ([صحیح] نسائی/ التفسیر: ۱۱۳۵۰، بخاری/ الادب المفرد: ۳۰۸)

اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سلسلہ میں فرمایا کہ «اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور اچھا ادب سکھایا»، اس لئے مسلمان بھائیوں اور مسلمہ بہنوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا نمونہ بننا چاہئے تاکہ وہ دنیا و آخرت کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوں۔

اور اخلاق کا اثر امتوں اور قوموں پر کتنا پڑتا ہے اس کا ذکر عربی کے معروف شاعر أحمد شوقی نے اس انداز میں کیا ہے:

إنما الأمم الأخلاق ما بقيت * فإن هموا ذهبت أخلاقهم ذهبوا

ترجمہ: قومیں اپنے اخلاق کی وجہ سے ہیں جب تک اخلاق باقی ہے وہ باقی ہیں، اور اگر اخلاق رخصت ہوا تو وہ بھی فنا ہو جائیں گی۔

اور حسن اخلاق کا پورے معاشرہ پر بلکہ عمومی طور پر دین پر کیا اثر مرتب ہوتا ہے اس کی معرفت کے لئے قارئین کی خدمت میں یہ واقعہ پیش ہے:

میں ایک روز گاڑی میں ٹریفک سگنل پر تھا، اور میرے پہلو میں ایک گاڑی تھی جسے ایک ایشیائی ڈرائیور چلا رہا تھا، اس کے ساتھ ایک شخص تھا جو بظاہر بھلامانس اور نیک لگ رہا تھا، اور ہم اسی حال میں تھے کہ یکایک وہ گاڑی پیچھے کو رینگنے لگی جس سے اندیشہ ہوا کہ وہ پیچھے والی گاڑی سے ٹکرا جائے گی، جب کہ پیچھے والی گاڑی کا ڈرائیور لگاتار ہارن بجا کر متنبہ کرتا رہا، پھر یہ ڈرائیور جو اتفاقاً ایشیائی ہی تھا اور جس کی گاڑی کو ٹھوکر لگی تھی اتر پڑا تاکہ وہ دیکھے کہ اس کی گاڑی کو کچھ نقصان تو نہیں پہونچا؟ اسی وقت اگلی گاڑی کا ڈرائیور کہہ رہا ہے کہ اسے خود بچنا چاہئے اور متنبہ رہنا چاہئے، اسی دوران پہلی گاڑی کا مالک جو بظاہر بھلامانس دکھ رہا تھا اترا اور اپنے ڈرائیور سے گفت وشنید کی اور پھر دوسرے ڈرائیور کو ڈانٹنے اور کوسنے لگا، آپ شاید سمجھتے ہوں گے کہ اگلی گاڑی کے ڈرائیور کو جس کی غفلت سے گاڑی ٹکرائی تھی، مگر افسوس کہ اس کو نہیں بلکہ پچھلی گاڑی کے ڈرائیور کو جس کی گاڑی پر ضرب لگی تھی۔

اور اس واقعہ کے اندر ہمارے لئے کچھ نصیحتیں ہیں، فرض کیجئے کہ دوسرا ڈرائیور مسلمان نہ ہوتا اور ہمارے اکثر مسلم ممالک میں غیر مسلم ملازمین کی ایک بڑی تعداد ہے، پھر اس کا اسلام کے تعلق سے کیا تاثر ہوتا؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ حلقہ بگوش اسلام

ہو جاتا یا اسلام کے متعلق کچھ نرم گوشہ رکھتا، اور مان لیجئے کہ اصلاوہ ہدایت کے راستہ پر لگ گیا تھا اور اسلام میں دلچسپی بھی لے رہا تھا، مگر یہ شخص اپنے خراب رویہ اور بداخلاقی کی بنا پر اللہ کے راستہ سے اس کو پھیر دینے کا سبب ٹھہرا، جب کہ یہ حقیقت ہے کہ مشرقی ایشیا کے اندر اسلام کی اشاعت کا سب سے بڑا سبب حسن اخلاق اور مسلمان تاجروں کا اچھا اخلاق تھا۔

مان لیجئے کہ مظلوم ڈرائیور مسلمان تھا تو اس کا تاثر اہل صلاح وتقوی کے تعلق سے کیا ہوگا جو اس نے اس آدمی کا رویہ دیکھ کر لیا؟ بسا اوقات اس طرح کے منفی رویے بہتوں کو اسلام سے متنفر کرنے، راہ حق سے انھیں پھیرنے اور گمراہوں سے مل جانے کا سبب بنتے ہیں۔

پھر اسلامی اخلاق کا اثر کہاں گم ہو گیا جیسے معذرت کرنا اور عفو درگزر سے کام لینا اور مسلمان کے تئیں نرم رویہ اختیار کرنا، دراصل اخلاق اور معاملہ داری ایک عملی تطبیق کا نام ہے نہ کہ صرف نظری۔

اب آپ کی خدمت میں کچھ عمدہ اخلاق وفضائل کا ذکر کیا جارہا ہے جن سے ہر مسلمان کا آراستہ ہونا ضروری ہے۔

۱۔ صبر:

صبر ایک عمدہ اخلاقی وصف ہے اور اس کے ذریعہ اللہ کے نیک بندوں کی اقتدا کی سعادت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی یعقوب علیہ السلام کے بارے میں

فرمایا جب ان سے ان کے بیٹوں نے یوسف علیہ السلام کے بھیڑئے کے کھا جانے کے متعلق کہا:

﴿ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَٱللَّهُ ٱلْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴾

ترجمہ: پس صبر ہی بہتر ہے اور تمہاری بنائی ہوئی باتوں پر اللہ ہی سے مدد کی طلب ہے۔ [یوسف: ۱۸]

اور اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے کے بغیر جب ان کے دوسرے بیٹے مصر سے واپس ہوئے تو آپ نے کہا:

﴿ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ عَسَى ٱللَّهُ أَن يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْعَلِيمُ ٱلْحَكِيمُ ﴾

ترجمہ: پس اب صبر ہی بہتر ہے، قریب ہے کہ اللہ تعالی ان سب کو میرے پاس ہی پہونچادے وہ ہی علم وحکمت والا ہے۔ [یوسف: ۸۳]

اور یہ ہمارے آقا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے کہ انہوں نے قریش کی ایذارسانیوں پر صبر کیا جیسا کہ ان کے پروردگار نے ان کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَٱلصَّٰبِرِينَ فِي ٱلْبَأْسَآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَحِينَ ٱلْبَأْسِ ۗ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ صَدَقُوا۟ ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُتَّقُونَ ﴾

ترجمہ: تنگدستی، دکھ، درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور

یہی پرہیز گار ہیں۔ [البقرہ: ۱۷۷]

اور آپ ﷺ کے اس فرمان کے مصداق کہ «مومن کا معاملہ عجیب ہے بے شک اس کا ہر معاملہ خیر پر ہے اگر اسے خوشی لاحق ہوتی ہے تو وہ اس پر شکر بجالاتا ہے تو اس کے لئے بہتر ہوتا ہے اور اگر اسے تکلیف پہونچتی ہے تو صبر سے کام لیتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہے»۔ [صحیح مسلم/ الزھد والرقائق: ۲۹۹۹]

اور حضرت ابیّ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اگر کسی مسلمان کو کوئی تھکاوٹ کوئی غم، کوئی رنج اور کوئی تکلیف پہونچتی ہے یہاں تک کہ اسے کوئی کانٹا چبھتا ہے تو اللہ تعالی اس کے ذریعہ اس کے گناہوں کو مٹاتا ہے۔ [بخاری ومسلم]

اور صبر کی تین قسمیں ہیں:

(۱) اللہ کی اطاعت پر صبر کرنا: اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى ٱلصَّٰبِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾

ترجمہ: صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے۔ [الزمر: ۱۰]

(۲) اللہ کی حرام کردہ چیز پر صبر کرنا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا «جس نے اللہ کے لئے کوئی چیز ترک کردی اللہ تعالی اس کو اس سے بہتر عطا فرمائے گا»۔

(۳) اللہ کی تقدیر پر صبر کرنا: اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوٓا۟ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَٰجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾﴾

ترجمہ: انہیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالی کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔[البقرة: ۱۵۶/۱۵۷]

(۲) لڑائی جھگڑا ترک کر دینا:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ میں «جنت کی کیاری کے اندر اس شخص کے لئے ایک گھر کا ذمہ دار ہوں جو جنگ وجدال ترک کر دے اگرچہ وہ حق ہی پر ہو، اور اس شخص کے لئے جنت کے بیچ میں ایک گھر کا ضامن ہوں جو دروغ گوئی نہ کرے یہاں تک ہنسی مذاق میں بھی وہ جھوٹ نہ بولے، اور ایسے شخص کے لئے جنت کے اعلی ترین حصہ میں ایک مکان کی ذمہ داری لیتا ہوں جس کا اخلاق اچھا ہو»۔ ([حسن] ابوداود/ الادب: ۴۸۰۰)

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اچھے ڈھنگ سے دفاع کرنے کا حکم دیا:

﴿وَجَـٰدِلۡهُم بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُۚ﴾

ترجمہ: اوران سے بہترین انداز میں گفتگو کیجئے۔ [النحل: ۱۲۵]

اور یہ حکم گوکہ اہل کتاب سے بحث کرنے کے تعلق سے ہے تاہم عام ہے، اسی طرح اللہ تعالی کا ارشاد حضرت موسی علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کے تعلق سے ہے جب ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کو دعوت دینے پر مامور کیا تو انھیں نصیحت فرمائی کہ:

﴿ فَقُولَا لَهُۥ قَوۡلٗا لَّيِّنٗا لَّعَلَّهُۥ يَتَذَكَّرُ أَوۡ يَخۡشَىٰ ﴿٤٤﴾ ﴾

ترجمہ: اسے نرمی سے سمجھاؤ کہ شاید وہ سمجھ لے یا ڈر جائے۔ [طه: ۴۴]

(۳) بردباری اور وقار:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اشجّ عبد القیس سے فرمایا کہ «تمہارے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ اور اس کے رسول پسند فرماتے ہیں»، انہوں نے کہا کہ وہ دونوں عادتیں کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا «بردباری اور اطمینان ووقار»۔ [صحيح مسلم/ البر: ۲۰۱۱]

(۴) وعدہ نبھانا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَأَوۡفُواْ بِٱلۡعَهۡدِۖ إِنَّ ٱلۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔولٗا ﴾

ترجمہ: اور وعدے پورے کرو کیونکہ قول وقرار کی باز پرس ہونے والی ہے۔ [الاسراء: ۳۴]

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے اندر کامیاب مومنوں کی پہچان یہ بتائی گئی ہے کہ:

﴿ وَٱلَّذِينَ هُمۡ لِأَمَٰنَٰتِهِمۡ وَعَهۡدِهِمۡ رَٰعُونَ ﴿٨﴾ ﴾

ترجمہ: جو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ [المومنون: ۸]

اور اللہ تعالی نے ان کے بارے میں مزید فرمایا:

﴿وَٱلْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَٰهَدُوا۟ۖ﴾

ترجمہ: جب وعدہ کرے تو اسے پورا کرے۔ [البقرۃ: ۱۷۷]

اور اس کے بعد ان کے بارے میں فرمایا:

﴿أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ صَدَقُوا۟ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُتَّقُونَ﴾

ترجمہ: یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں۔ [البقرۃ: ۱۷۷]

اور وعدہ اور اس کو پورا کرنے کی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالی نے ان مشرکین کو مستثنیٰ کیا جن سے چار ماہ تک مسجد حرام کے پاس رہنے کا عہد وپیمان کر لیا گیا تھا:

﴿إِلَّا ٱلَّذِينَ عَٰهَدتُّم مِّنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْـًٔا وَلَمْ يُظَٰهِرُوا۟ عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوٓا۟ إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْۚ﴾

ترجمہ: بجز ان مشرکوں کے جن سے تمھارا معاہدہ ہو چکا ہے اور انھوں نے تمھیں ذرا سا بھی نقصان نہیں پہنچایا، نہ کسی کی تمھارے خلاف مدد کی ہے، تو تم بھی ان کے معاہدے کی مدت ان کے ساتھ پوری کرو۔ [التوبۃ: ۴]

اور باہم کیا جانے والا عہد وپیمان دراصل اللہ کے ساتھ عہد ہے اور اس کا پورا کرنا ضروری ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَأَوْفُوا۟ بِعَهْدِ ٱللَّهِ إِذَا عَٰهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا۟ ٱلْأَيْمَٰنَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ ٱللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًاۚ﴾

ترجمہ: اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں قول و قرار کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد مت توڑو، حالانکہ تم اللہ تعالیٰ کو اپنا ضامن بنا چکے ہو۔ [النحل: ۹۱]

(۵) راست بازی:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «راست بازی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچائی تلاش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے پاس صدیق لکھا جاتا ہے»۔ (صحیح مسلم/ البر والصلة: ۶۵۸۲، ترمذی/ البر والصلة: ۱۹۷۱، ابو داؤد/ الادب: ۴۹۸۹)

اور سچائی کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے بندہ کو دنیا اور آخرت کے اندر نجات ملے گی، دنیا کے اندر فائدہ کی مثال غزوۂ تبوک کا وہ واقعہ ہے جب اس موقع پر تین لوگ پیچھے رہ گئے تھے اور ان کی توبہ کی قبولیت کے بارے میں آیات نازل ہوئیں اور آخرت کے تعلق سے اللہ کا مندرجہ ذیل ارشاد ہے جسے بروز قیامت اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی محمد ﷺ سے فرمائے گا:

﴿ قَالَ ٱللَّهُ هَٰذَا يَوْمُ يَنفَعُ ٱلصَّٰدِقِينَ صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنَّٰتٌ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۚ رَّضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١١٩﴾ ﴾

ترجمہ: اللہ ارشاد فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا، ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ

ہمیش کو رہیں گے ، اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش اور یہ اللہ سے راضی اور خوش۔ [المائدۃ: ۱۱۹]

اور سچائی سے نفس کو اطمینان حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث کے اندر ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ « سچائی اطمینان کا باعث ہے اور جھوٹ شک و ارتیاب کا ذریعہ »۔ ([صحیح] ترمذی/ الزھد: ۲۵۱۸، نسائی/ الاشربۃ: ۵۷۱۱، مسند احمد: ۱۷۲۳)

(۶) غیرت:

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: « کیا تم کو سعد کی غیرت پر تعجب ہوتا ہے؟ میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے »۔[بخاری ومسلم]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ « اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن اللہ کے حرام کردہ امور کا ارتکاب نہ کرے »۔ [بخاری ومسلم]

اور اللہ کے رسول ﷺ کا چہرہ اس وقت غصہ سے سرخ ہو جاتا جب اللہ کی محرمات کو پامال کیا جاتا، پس مسلمان کے اوپر واجب ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے اور اللہ کے دین اور علماء کے تعلق سے غیور ہو اور اپنے اہل خانہ ،بیوی بچوں اور اولاد نیز مسلمانوں کے مقدس مقامات کے لئے خصوصی طور پر غیرت مند ہو جن کی پامالی کا سلسلہ اعداء اسلام کی جانب سے جاری ہے، پس جس کے دل سے غیرت کا خاتمہ

ہو جائے تو اس کے اندر کوئی خیر نہیں اور وہ اس جسم کے مانند ہے جس کے اندر احساس ختم ہو چکا ہو کہ وہ نہ تو سوئی کی چبھن محسوس کر سکتا ہے اور نہ ہی کانٹے کی۔

(۷) **شفقت ورحمت:**

مذہب اسلام میں شفقت و رحمت سب کے ساتھ مطلوب ہے یہاں تک کہ جانوروں کے ساتھ بھی، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «ایک عورت ایک بلّی کے سبب دوزخ کے اندر داخل کی گئی جس نے اس کو قید کئے رکھا، اس نے اسے نہ تو کھانا دیا اور نہ ہی زمین کا گھاس پھوس کھانے کے لئے اسے چھوڑا»۔ [بخاری ومسلم]

پس یہ اس شخص کا انجام ہے جس کے دل کے اندر رائی کے ایک دانہ برابر بھی رحم نہ ہو۔

اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «اللہ اپنے رحم کرنے والے بندوں کے اوپر رحم فرماتا ہے» اور اللہ نے مومنوں کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ آپس میں رحم دل ہوتے ہیں، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِ ۚ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۖ﴾

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں۔ [الفتح: ۲۹]

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول

ﷺ نے اپنی مسلم سوسائٹی کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ «وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں کے اوپر رحم نہ کرے اور ہم میں سے بڑوں کا احترام نہ کرے»۔ ([حسن] ترمذی/ البر: ۱۹۲۱)

اور نرمی کا اجر بہت بڑا ہے اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا قول ہے کہ «اللہ تعالی نرمی پر جتنا عنایت کرتا ہے اتنا شدت و سختی کسی اور پر عنایت نہیں کرتا»۔ (صحیح مسلم/ البر والصلة: ۲۵۹۳)

اور اللہ کے رسول ﷺ مسکینوں یتیموں اور بیواؤں کے اوپر رحم کرنے والے کو اور کسی مانگنے والے اور کسی محتاج کو واپس نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بوسہ دے رہے تھے، تو کہا کہ میرے دس بچے ہیں ان میں سے کس کو میں نے بوسہ نہیں دیا، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «جو رحم نہیں کرتا اس کے اوپر رحم نہیں کیا جاتا»۔ [بخاری ومسلم]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ بدو حضرات اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ کیا آپ لوگ اپنے بچوں کو بوسہ دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، انہوں نے کہا کہ لیکن ہم تو بوسہ نہیں دیتے، اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «میں اس کا مالک نہیں اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحمت کو نکال دیا ہے»۔ [بخاری ومسلم]

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ «جو لوگوں کے اوپر رحم نہیں کرتا اللہ اس کے اوپر رحم نہیں فرماتا»۔ [بخاري ومسلم]

(۸) والدین کی اطاعت:

اللہ تعالی نے ہماری اولاد کے تعلق سے شفقت ورحمت ہمارے دلوں میں فطری طور سے ڈال دیا اس لئے آپ کو بہت سارے نصوص ملیں گے جو والدین کو اپنی اولاد کے تئیں شفقت ورحمت پر ابھارتے ہیں مگر ہم کو بہت سارے نصوص ایسے ملتے ہیں جو والدین کو شفقت ورحمت پر ابھارتے ہیں خاص طور پر ان کی کمزوری اور بڑھاپے کے وقت جب کہ وہ ہماری خدمت اور دیکھ بھال کے زیادہ ضرورت مند ہو جاتے ہیں:

﴿ ۞ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَـٰنًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ ٱلْكِبَرَ أَحَدُهُمَآ أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾ وَٱخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ ٱلذُّلِّ مِنَ ٱلرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ٱرْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِى صَغِيرًا ﴿٢٤﴾ ﴾

ترجمہ: اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہونچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا، بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا اور عاجزی ومحبت کے

ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا، اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انھوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔ [الاسراء: ۲۳/۲۴]

اور مزید فرمایا: ﴿ وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَـٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُۥ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَـٰلُهُۥ فِى عَامَيْنِ ﴾

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے۔ [لقمان: ۱۴]

اور مزید فرمایا: ﴿ وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَـٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ إِحْسَـٰنًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُۥ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُۥ وَفِصَـٰلُهُۥ ثَلَـٰثُونَ شَهْرًا ۚ ﴾

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ گے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کرکے اسے جنا اس کے حمل کا دور اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینہ کا ہے۔[الاحقاف: ۱۵]

اور نیک آدمی اپنے حق میں اور اپنے والدین اور اپنی نسل کی حق میں دعا کرے اس لئے کہ اس دعا میں اس انسانی نسل کی گمراہی سے حفاظت ہے جو زمین پر اللہ کے خلیفہ ہیں اور اس کے ذریعہ سے پوری کائنات اللہ کی مرضی کے مطابق آباد رہے گی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُۥ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِىٓ أَنْ أَشْكُرَ

نِعۡمَتَكَ ٱلَّتِيٓ أَنۡعَمۡتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَٰلِدَيَّ وَأَنۡ أَعۡمَلَ صَٰلِحٗا تَرۡضَىٰهُ وَأَصۡلِحۡ لِي فِي ذُرِّيَّتِيٓۖ إِنِّي تُبۡتُ إِلَيۡكَ وَإِنِّي مِنَ ٱلۡمُسۡلِمِينَ ﴿١٥﴾

ترجمہ: یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی اور چالیس سال کی عمر کو پہونچا تو کہنے لگا اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد بھی صالح بنا میں تیری طرف رجوع کرتاہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ [الاحقاف: ۱۵]

اور لوگوں میں حسن سلوک کے سب سے زیادہ حقدار والدین ہیں کیونکہ مروی ہے کہ جب ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ «اے اللہ کے رسول! لوگوں میں میری حسن صحبت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا «تمہاری ماں»، پھر اس نے سوال کیا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا «تمہاری ماں»، پھر سوال کیا کہ پھر کون؟ کہا کہ «تمہاری ماں»، پھر سوال کیا کہ پھر کون؟ کہا کہ «تمہارا باپ»۔ [بخاری ومسلم]

اور اللہ تعالی نے ان کے شکر کو اپنے شکر کے ساتھ مربوط کرکے ذکر کیا:

﴿أَنِ ٱشۡكُرۡ لِي وَلِوَٰلِدَيۡكَ إِلَيَّ ٱلۡمَصِيرُ﴾

ترجمہ: تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گذاری کر۔ [لقمان: ۱۴]

اور ہم اپنے والدین کی جتنی بھی خدمت کرلیں ہم ہرگز اپنے اوپر واجب ہونے

والے ان کے حقوق کا معمولی حصہ بھی ادا نہیں کر سکتے، رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنی ماں کو اپنی پیٹھ پر لے کر طواف کروا رہا تھا، تو اس نے سوال کیا کہ کیا میں نے ماں کا حق ادا کر دیا؟ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا «نہیں، یہ تو ولادت کے دوران کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف کے برابر بھی نہیں» اور والدین کی اطاعت ان اعمال میں سے ہے جو اللہ کی مشیت سے ہلاکت سے نجات دلائیں گے، جیسا کہ ان تین لوگوں کے واقعہ کے اندر ہے جن کے اوپر غار کا دہانہ بند ہو گیا تھا اور انہوں نے اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے دعا کی تھی، ان میں سے ایک نے کہا کہ اے اللہ! میرے بوڑھے والدین تھے اور ان دونوں سے پہلے میں اپنے اہل و عیال کو دودھ دوہ کر نہیں پلایا کرتا تھا، ایک روز جنگل میں دور نکل گیا اور میں ان کے پاس اس وقت واپس لوٹا کہ وہ دونوں سو گئے تھے، میں نے ان دونوں کے لئے دودھ دوہا اور میں نے ان دونوں کو سوتا ہوا پایا اور میں نے ان دونوں سے پہلے اپنے اہل و عیال کو دودھ پلانا بہتر نہ سمجھا اور اپنے ہاتھ میں پیالہ لئے ہوئے ان کے انتظار میں رہا یہاں تک کہ فجر ہو گئی اور بچے میرے پاؤں کے پاس بلکتے رہے مگر والدین سے پہلے انھیں دودھ نہ دیا، پھر اس نے اپنے رب سے دعا کی پس ان سے غار کا دہانہ کھسک گیا۔ [بخاری ومسلم]

اور اطاعت والدین دخول جنت کا براہ راست واسطہ ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ «اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، پھر اس کی ناک خاک آلود ہو، پھر اس کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا پس جنت کے اندر داخل نہ ہو سکا»۔

[صحیح مسلم/ البر والصلة: ۲۵۵۱]

اور اطاعت والدین میں سے یہ بھی ہے کہ ان کے وعدوں کو پورا کیا جائے اور ان کی جانب سے صدقہ وخیرات کیا جائے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا اور وہ کسی بات کی وصیت نہ کر سکیں، میرا خیال ہے کہ اگر انھیں بولنے کا موقعہ ملتا تو وہ صدقہ کرتیں، آپ بتایئے کہ اگر میں ان کی جانب سے صدقہ کروں تو کیا انھیں اس کا ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔
[صحیح مسلم/ الزکاۃ: ۱۰۰۴]

(۹) صلہ رحمی:

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «اللہ تعالی جب تمام مخلوقات کی تخلیق سے فارغ ہوا تو رحم (رشتہ) نے عرض کیا کہ یہ اس شخص کا مقام ہے جو تجھ سے رشتہ کاٹنے سے پناہ مانگے، اللہ تعالی نے فرمایا ٹھیک ہے، کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ میں اسے جوڑوں جو تجھے جوڑے اور اسے کاٹ دوں جو تجھے کاٹے؟ اس نے کہا کہ کیوں نہیں اے میرے پروردگار! اللہ تعالی نے فرمایا کہ وہ تیرے لئے ہے»۔ [بخاری ومسلم]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میرے کچھ قرابت دار ہیں، میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں اور وہ مجھ سے بد

سلوکی کرتے ہیں اور میں ان کے ساتھ بردباری کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جہالت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ «اگر تم ویسے ہی ہو جیسا تم کہہ رہے ہو تو گویا کہ تم انھیں گرم ریت کھلا رہے ہو اور اللہ کی طرف سے ان کے خلاف تمھارے ساتھ ایک مددگار رہے گا جب تک تم ایسا کرتے رہو گے»۔ [مسلم/ البر والصلة: ٢٥٥٨]

اور صلہ رحمی رزق کی کشادگی کا سبب اور درازئ عمر کا ذریعہ ہے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا «جو چاہتا ہے کہ اس کی روزی میں کشادگی کر دی جائے اور اس کی عمر بڑھا دی جائے اسے چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے»۔ [بخاری ومسلم]

(۹) نگاہ نیچی رکھنا، اجازت طلب کرنا اور خواتین کا پردہ کا اہتمام کرنا:

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا۟ مِنْ أَبْصَـٰرِهِمْ وَيَحْفَظُوا۟ فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرٌۢ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَـٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَـٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ ...﴾

ترجمہ: مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہی ان کے لئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالی سب سے خبردار ہے اور مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں

فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں [النور: ۳۰، ۳۱]

اور اللہ کے رسول صَلَّىٰ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ «اے علی بار بار نظر نہ ڈالو اس لئے کہ پہلی نظر تمہارے لئے جائز ہے اور دوسری نظر جائز نہیں»۔ ([حسن لغیرہ] / امام احمد (۱۳۶۹)

پردہ : نظر کو پست رکھنے کے لئے اللہ تعالی نے مسلمان عورت کے لئے پردہ فرض قرار دیا ہے جو اس کی عزت و آبرو کا محافظ اور ضامن ہے نیز پورے معاشرہ کو شہوات و خواہشات کی گندگیوں سے بچانے کا اہم ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزۡوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ يُدۡنِينَ عَلَيۡهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّۚ ذَٰلِكَ أَدۡنَىٰٓ أَن يُعۡرَفۡنَ فَلَا يُؤۡذَيۡنَۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورٗا رَّحِيمٗا﴾

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحب زادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکالیا کریں اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ [الاحزاب: ۵۹]

اجازت طلب کرنا: اجازت طلبی دراصل نگاہ کی حفاظت کے مقصد سے ہے، اور بلا شبہ نگاہ کو پست رکھنے اور اجازت طلب کرنے سے نفس کے اندر عفت، دل کے اندر پاکیزگی اور رب کی خوشنودی پیدا ہوتی ہے، اس لئے کہ بد نگاہی فساد کی جڑ اور بدکاری کا ذریعہ ہے اور کتنی ہی مصیبتیں اسی نگاہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، شاعر کہتا ہے:

كل الحوادث مبدأها من النظر   ومعظم النار من مستصغر الشرر

ترجمہ: ہر حادثہ کا آغاز نگاہ سے ہوتا ہے اور بڑی آگ چھوٹی چنگاری کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

(۱۱) حیا:

اور حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔ [بخاری ومسلم]

ہمارے رسول کریم ﷺ نے حیا کے تعلق سے فرمایا کہ جس طرح ایمان مومن کو محرمات کا ارتکاب سے باز رکھتا ہے اسی طرح حیا 'حیادار کو گھٹیا اور گھناؤنے اوصاف سے روکتی ہے، اسی لئے حیا ایمان کا ایک حصہ ہے جو اس سے جدا نہیں ہو سکتا، اور حیا انسان کے قول وفعل اور افراد خانہ و معاشرہ کے تئیں معاملہ داری کرنے میں خیر پیدا کرتی ہے جیسا کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا «حیاء خیر ہی لاتی ہے» [بخاری ومسلم] اور پرانے زمانہ کی یہ کہاوت ہے کہ «اگر حیا نہیں تو کچھ بھی کر گزرو» اسی لئے علماء نے حقیقی حیا کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ «حیا ایک ایسا اخلاقی وصف ہے جو برائی کے ترک پر ابھارتا ہے اور حق دار کے حق میں کمی کرنے سے باز رکھتا ہے»۔ [ریاض الصالحین سے تصرف کے ساتھ ماخوذ ہے]

اور حیا ہمارے رسول کریم ﷺ کی صفت تھی جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کنواری عورت سے زیادہ حیادار تھے، پس جب کوئی ایسی چیز دیکھتے جو آپ کو ناپسند ہوتی تو اسے ہم آپ کے چہرہ سے

پہچان لیتے۔ [بخاری ومسلم]

حیا ایک انسانی خوبی ہے جس سے لوگوں کے اخلاق اور ان کے معاملات میں نکھار پیدا ہوتی ہے، اور عورتوں کے اندر حیا کا وجود انتہائی لازمی ہے اسی سے اس کی عزت و آبرو کی حفاظت ممکن ہے۔ نیز حیا جسم پر لباس کے مانند ہے کہ اگر صاحب لباس اس کا استعمال نہ کرے تو اس کے پوشیدہ عیوب ظاہر ہو جاتے ہیں اسی طرح جو شخص اخلاق فاضلہ اور حیا سے عاری ہوتا ہے اس کی چھپی برائیاں ظاہر ہو جاتی ہیں۔

(۱۲) استغفار:

استغفار سے اللہ تعالی گناہوں اور خطاؤں کو مٹاتا ہے:

﴿ وَٱلَّذِينَ إِذَا فَعَلُواْ فَٰحِشَةً أَوْ ظَلَمُوٓاْ أَنفُسَهُمْ ذَكَرُواْ ٱللَّهَ فَٱسْتَغْفَرُواْ لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ إِلَّا ٱللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّواْ عَلَىٰ مَا فَعَلُواْ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٣٥﴾ ﴾

ترجمہ: جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فورا اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ تعالی کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔ [آل عمران: ۱۳۵]

اور اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَمَن يَعْمَلْ سُوٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُۥ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ يَجِدِ ٱللَّهَ

غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١١٠﴾

ترجمہ: جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربانی کرنے والا پائے گا۔ [النساء: ۱۱۰]

اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ «جس نے «**استغفر الله الذی لآ اله الا هو الحیُّ القیوم وأتوبُ الیه**» کہا تو اس کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اگر چہ وہ میدان سے بھاگا ہی کیوں نہ ہو»۔
([صحیح] ابو داؤد/ الصلاۃ: ۱۵۱۷، ترمذی/ الدعوات: ۳۵۷۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ «اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اے اولاد آدم! تم نے جو دعا مجھ سے کی اور جو امید تم نے مجھ سے لگائی اس کے سبب میں تیرے سارے گناہوں کو بخش دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں، اے اولاد آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں کو پہونچ جائیں پھر تو مجھ سے ان کی مغفرت طلب کرے تو میں ان کو بخش دوں گا، اور اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر گناہ لے کر آئے اور اس حال میں تو مجھ سے ملاقات کرے کہ تو نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو تو میں ان کے برابر مغفرت کے ساتھ تجھ سے ملوں گا»۔ [ترمذی]

اور استغفار نفس کو جلا بخشتا ہے، اسے پاک کرتا ہے اور دل سے گندگی کو دور کرتا ہے، کہا جاتا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہو جاتا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ ہی نہ کیا، اور نفس پر اس کے فوائد میں سے یہ ہے کہ استغفار اللہ کی نعمتوں میں اضافہ اور

رزق کے اندر کشادگی کا سبب بنتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی زبان سے استغفار کے فوائد شمار کرائے ہیں:

﴿ فَقُلْتُ ٱسْتَغْفِرُواْ رَبَّكُمْ إِنَّهُۥ كَانَ غَفَّارًا ﴿١٠﴾ يُرْسِلِ ٱلسَّمَآءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا ﴿١١﴾ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَٰلٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّٰتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَٰرًا ﴿١٢﴾ ﴾

ترجمہ: اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے، وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑے گا اور تمہیں خوب پے درپے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لئے نہریں نکال دے گا۔ [نوح: ۱۰۔۱۲]

اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول کریم ﷺ کو اپنے لئے اور تمام مومنوں کے لئے استغفار کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَٱسْتَغْفِرْ لِذَنۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ ﴾

ترجمہ: اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی۔ [محمد: ۱۹]

حضرت اغر المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ «اللہ کی قسم میں دن میں سو مرتبہ سے زیادہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں»۔ [مسلم/ الذکر والدعاء: ۲۷۰۲]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول

ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ «اللہ کی قسم میں دن میں اللہ تعالی سے ۷۰ / بار سے زیادہ استغفار کرتا ہوں»۔ [بخاری/ الدعوات :۶۳۰۷]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک مجلس میں اللہ کے رسول ﷺ کے لئے سو سے زیادہ استغفار شمار کرتے تھے،(آپ ﷺ فرماتے کہ) «اے میرے رب تو مجھے بخش دے اور اور میرے گناہ کو معاف فرما، تو بے شک توبہ قبول کرنے والا ہے»۔ [ابو داود، ترمذی]

اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو وفات سے قبل خاص طور پر استغفار کا حکم دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ﴾ (۳)

ترجمہ: تو اپنے رب کی تسبیح کرنے لگ حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت کی دعا مانگ۔ [النصر: ۳]

اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنی وفات سے قبل «**سبحان الله وبحمده واستغفر الله وأتوب إليه**» کا ورد بکثرت کرتے تھے۔[بخاری ومسلم]

استغفار سے غم دور ہوتا ہے اور رزق میں فراوانی ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا «جس نے استغفار کو لازم پکڑا اللہ تعالیٰ اسے ہر تنگی اور غم سے نجات دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ

سے روزی دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان نہیں ہوتا ہے »۔ [ابو داؤد]

اور اللہ استغفار کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَٱسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٠٦﴾﴾

ترجمہ: اور اللہ تعالی سے بخشش مانگو بے شک اللہ تعالی بخشش کرنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔ [النساء: ١٠٦]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا «قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالی تمھیں ختم کر دیتا اور ایک ایسی قوم پیدا کرتا جو گناہ کرتی اور پھر اللہ سے استغفار کرتی اور اللہ ان کو بخش دیتا»۔ [مسلم/ التوبة: ۲۷۴۹]

اور اللہ تعالی نے مومنوں سے نعمتوں والی جنت کا وعدہ فرمایا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿لِلَّذِينَ ٱتَّقَوْا۟ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّٰتٌ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَٰجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَٰنٌ مِّنَ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ بَصِيرٌۢ بِٱلْعِبَادِ﴾

ترجمہ: تقوی والوں کے لئے ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ بیویاں اور اللہ تعالی کی رضامندی ہے، سب بندے اللہ تعالی کی نگاہ میں ہیں۔ [آل عمران: ۱۵]

اور استغفار اہل ایمان کے اوصاف میں سے ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ وَٱلْمُسْتَغْفِرِينَ بِٱلْأَسْحَارِ ﴾

ترجمہ: اور پچھلی رات کو بخشش مانگنے والے ہیں۔ [آل عمران: ١٧]

گذشتہ قوموں میں سے کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جلد عذاب میں مبتلا کر دیا جب وہ ایمان نہ لائے اور رسولوں کی تصدیق نہ کی، مگر امت محمدیہ پر اللہ سبحانہ کا خاص فضل و کرم ہے کہ اس نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اس پر عذاب نازل نہ فرمائے گا جب تک رسول مسلمانوں کے درمیان موجود ہوں گے اور آپ کی وفات کے بعد بھی جب تک اہل ایمان استغفار اور توبہ کرتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ ٱللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿٣٣﴾ ﴾

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے، اور اللہ ان کو عذاب نہ دے گا اس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے ہوں۔
[سورہ الأنفال:٣٣]

اور جس نے ایمان رکھتے ہوئے سچے دل کے ساتھ «سید الاستغفار» کو لازم پکڑا اور اسی دن یا اسی رات اس کا انتقال ہو گیا تو وہ جنتی ہے، جیسا کہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ «سید الاستغفار» یہ ہے کہ بندہ کہے:

«اللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، اَبُوْءُ لَکَ

بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ، فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ»

ترجمہ: اے اللہ تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی الہ نہیں، تونے ہی مجھے پیدا کیا ہے ،میں تیرا بندہ ہوں، تجھ سے کئے ہوئے عہد اور وعدے پر اپنی استطاعت کے مطابق قائم ہوں، اپنے کئے ہوئے برے اعمال کے وبال سے تیری پناہ چاہتا ہوں، مجھ پر تیرے جو احسانات ہیں ان کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، مجھے بخش دے اس لئے کہ تیرے علاوہ مجھ کوئی بخشنے والا نہیں۔

جس نے یہ دعا اس پر ایمان ویقین رکھتے ہوئے دن میں پڑھی اور شام ہونے سے پہلے وہ انتقال کر گیا وہ جنتی ہے اور جس نے رات کے وقت اس پر ایمان ویقین کے ساتھ یہ دعا پڑھی اور صبح ہونے سے قبل ہی انتقال کر گیا وہ جنتی ہے۔ [بخاری/ الدعوات: ۶۳۰۶، ترمذی: ۳۳۹۳]

اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار کرتے، اوزاعی سے پوچھا گیا جو اس حدیث کی روایت کرنے والوں میں سے ایک راوی ہیں کہ استغفار کیسا ہوتا تھا؟ تو وہ فرماتے ہیں کہ «**استغفر الله، استغفر الله، استغفر الله**» کہتے تھے۔ [مسلم/ المساجد: (۵۹۱)]

ممکن ہے یہ استغفار نماز کے اندر واقع کسی سہو یا کمی کی تلافی کے لئے فرماتے تھے، واللہ اعلم۔

اے ہمارے رب ہم تجھ سے استغفار کرتے ہیں اور خطا، کمی اور بھول چوک سے ہم تجھ سے توبہ کرتے ہیں۔ آمین۔

خاتمہ:

اخیر میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ ہم جو نہیں جانتے ان کو سکھائے اور جو ہم نے سیکھا اس سے فائدہ پہونچائے، بے شک وہ سخی وفیاض ہے۔ اور ہماری آخری دعا ہے کہ جملہ تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور ہمارے سردار اور تمام رسولوں پر اور آپ کے تمام صحابہ پر مکمل ترین درود وسلام نازل ہوں۔

اللہ کے فضل سے کتاب کی تکمیل ہوئی۔